بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ (القرآن)

بلاشبہ اللہ کے ہاں عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے

قادیانی اور پرویزیوں کے باطل عقیدے کے رد میں

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

مصنف

ابو القاسم محب اللہ شاہ الراشدی

افادات

شیخ الاسلام امام المناظرین ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے

نام کتاب	کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟
مصنف	فضیلۃ الشیخ محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ
افادات	فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب وتزئین	پٹنی محمد یوسف شیخ
کمپوزنگ	(حسن کتابت اینڈ گرافکس) محمد دانش عالم (علی)
سن اشاعت	مئی 2003ء
تعداد	1100
قیمت	34/=

ہماری مطبوعات مندرجہ ذیل جگہوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں

مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ، کورٹ روڈ، کراچی۔فون نمبر 2635935

مکتبہ نور حرم ۶۰ نعمان سینٹر بلاک ۵ گلشن اقبال، کراچی۔فون نمبر 4965124

مکتبہ امام بخاری گجر چوک منظور کالونی، کراچی

مکتبہ دار الراشدیہ، موسیٰ لین کراچی۔فون نمبر 7542251

مکتبہ ایوبیہ، متصل محمدی مسجد برنس روڈ، کراچی۔فون نمبر 2632692

الفراز پبلیکیشن، گوالی لین نمبر ۳، مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔فون نمبر 7732986

علمی کتاب گھر، مین اردو بازار کراچی۔فون 2628939

مکتبہ الدعوۃ السلفیہ، نزد محمدی مسجد اہلحدیث، پکا قلعہ دروازہ، حیدرآباد۔

سید محمد قاسم شاہ راشدی، پوسٹ درگاہ شریف پیر جھنڈو نز د نیو سعید آباد، سندھ

ادارہ تحقیقات سلفیہ

پی، او، بکس نمبر 6524 پوسٹ کوڈ 74000 کراچی۔فون نمبر 7510419(021)

نزد بسم اللہ کیمیکل اسٹور، حسن علی مارکیٹ، دوکان نمبر 1، نارتھ نیپیئر روڈ، جوڑیا بازار کراچی۔

پہلے مجھے پڑھیے

ادارہ تحقیقات سلفیہ

کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ علماء وقارئین کو بہتر سے بہتر کتب فراہم کی جائیں، اسی سلسلے کی یہ کتاب کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے اس کتاب کی بارہا پروف ریڈنگ کی گئی ہے، اس کے باوجود بھی اگر کوئی غلطی یا کمی علماء و قارئین محسوس کریں تو اسے ادارہ تحقیقات سلفیہ کو آگاہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان غلطیوں کی اصلاح کی جاسکے۔

شکریہ

والسلام

ادارہ تحقیقات سلفیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

امابعد! تمام قسم کی تعریفات وتسبیحات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بابرکت ذات عالی کے لیے ہیں جو لفظ ''کن'' سے امر فرماتا ہے، اور ''فیکون'' کا صیغہ استعمال ہوتے ہی وہ کام پایہء تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾

اس کا کام تو صرف اتنا ہے کہ جب کوئی (کام کرنے کا) ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔ (سورۃ یاسین، پ 23، آیت 82)

مگر بدقسمتی حضرت انسان کی کہ وہ خالق کائنات مالک ارض وسماوات کی قدرت کاملہ پر امنا وصدقنا کہہ کر ایمان لانے اور قلب سے تصدیق کرنے کے بجائے شیطان کے مکروفریب میں مبتلا ہو کر اس کی چال باز اداؤں کی اسیروں کا دیوانہ بن کر اس کے شکنجہ میں آ کر جال میں پھنس جاتے ہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے معجزات کو (جن کا کوئی ثانی نہیں) اپنی عقل وفہم کی بنیاد پر دنیاوی اسباب وعلل پر پیش کرتے اور ان کی من مانی تاویل کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور بالآخر راہ ہدایت کو چھوڑ کر راہ ضلالت پر گامزن ہو جاتے ہیں جس کا ٹھکانہ جہنم کے سوا کچھ بھی نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ

کے بے شمار معجزات میں سے ایک معجزہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بن باپ کے پیدا ہونا بھی ہے، اس عظیم الشان معجزہ پر شروع ابتداء اسلام سے لے کر کم وبیش ڈیڑھ صدی پہلے تک مسلم وغیر مسلم متفق و متحد رہے لیکن ڈیڑھ صدی پہلے برصغیر پاک و ہند میں یہ بازگشت سنائی دی گئی کہ ''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی دیگر بچوں کی طرح پیدا ہوئے تھے'' (یعنی ماں اور باپ کے ازدواجی تعلقات کی بنیاد پر) یہ آواز علی گڑھ سے اٹھی اور آہستہ آہستہ پورے برصغیر میں پھیل گئی، اس کے موجد مسلمانان اسلام میں جدید تعلیم کے علمبردار جناب سر سید احمد خاں صاحب اور بعض اہل علم کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی دجال تھا، عصر حاضر میں اس فکر کو غلام احمد پرویز اور ان کے ساتھیوں نے پروان چڑھایا، اسی مسئلہ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا) کی بابت ایک شخص نے دور حاضر کے نامور محدث، محقق، فقیہ اور فن اسماء الرجال کے امام حضرت پیر سید ابوالقاسم محب اللہ شاہ الراشدی الحسینی السندی صاحب العلم السادس (پیر آف جھنڈا) رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ ''کیا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے یا نہیں؟ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے اس کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟ حضرت پیر صاحب نے طالب حق کی رہنمائی کے لیے اس مسئلہ سے متعلقہ تمام امور پر قرآنی آیت سے مخالفین کو سمجھانے کے نقطہ نظر کے تحت سیر حاصل بحث کی جو اپنے مدعا پر اتمام حجت ہے۔

حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کے علم و فضل اور تحقیقی اسلوب و تحریری نگارشات سے متعلق کچھ بیان کرنا گویا سورج کو روشنی دکھانے کے

مترادف ہوگا، اوراس مقالہ کی بابت تو صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ ''دریا کو کوزے میں بند کردیا'' آخر میں افادات کے طور پر شیخ الاسلام امام المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کی بے نظیر و لاجواب تفسیر ''ثنائی'' سے ''ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ علمی بحث ومباحثے کو بھی شامل حال کیا گیا ہے۔ جس سے کتاب کی اہمیت وافادیت اور بڑھ گئی ہے اور یوں یہ کتاب دو نسبتوں کا مجموعہ گلدستہ بن گئی ایک نسبت تو موضوع کے لحاظ سے اور دوسری یہ ہے کہ حضرت پیر سید محب اللہ شاہ راشدی رحمتہ اللہ کو شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری سے شرف تلمذ حاصل ہے گویا یہ کتاب استاذ و شاگرد کے علم کا بہتا ہوا دریا، یک جان دو قالب کے مانند اور سونے پر سہاگہ کے مصداق ہے، بعض جگہ ہم نے قوسین میں اس طرح سے [قوسین] کچھ الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے نیز عنوانات بھی ہمارے ہی اختیار کردہ ہیں، ناشکری ہوگی اگر میں اپنے معاونین، محبین ومحسنوں کا شکریہ ادا نہ کروں بالخصوص فضیلتہ الشیخ حضرت مولانا محمد افضل اثری حفظ اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور ساتھ میں ایک علمی مقدمہ بھی رقم فرمایا علاوہ ازیں اپنے مہربان مربی فضیلتہ الشیخ پروفیسر مولا بخش محمدی صاحب حفظ اللہ تعالیٰ کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے ہماری آواز پر لبیک کہتے ہوئے انتہائی مختصر سے وقت میں کثیر مشاغل میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود ایک خوبصورت تقریظ عنایت فرمائی **جزاکم اللہ خیرا**۔

آخر میں اپنے قارئین سے خصوصی استدعا ہے کہ اپنی دعاؤں میں مصنفین اور مجھ ناچیز میرے والدین اور پٹنی محمد یوسف شیخ کو یاد رکھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ

ہم سب کو راہ حق نصیب فرمائے اور باطل کا قلع قمع فرمائے۔اور اس کتاب کو ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین یارب العالمین

والسلام

حافظ محمد نعیم

(کراچی)

4 صفر المظفر بروز سوموار 1424ھ

بمطابق 7 اپریل 2003ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین و علی آلہ و اصحابہ و من تبعھم باحسان ال یوم الدین۔ و بعد !

اللہ رب العالمین کی قدرت کی نشانیاں انفس وآفاق سے ہویدا ہیں، آسمان وزمین کے درمیان تیرتے ہوئے اجرام فلکی ہوں یا سمندر کی اتھاہ گہرائی میں بسنے والی مخلوق، ہر شے پر اسی کا اختیار چلتا ہے اسی کا حکم جاری ہوتا ہے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں۔

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ﴾

(سورۃ یٰسین پ ۲۳، آیت ۴۰)

نہ تو سورج یہ کر سکتا ہے کہ چاند کو پالے اور نہ ہی رات دن سے سبقت لے جاسکتی ہے اللہ تعالیٰ عقل والوں کو رات دن اپنی قدرت کے کرشمے دکھا رہا ہے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟

اللہ کے دائرہ اختیار سے کوئی شے خارج نہیں اسکی قدرت سے کوئی امر محال نہیں اس قادر مطلق کے معجزات عقل کو دنگ کرنے والے ہیں۔ ہر خاص و عام کے لیے دعوت فکر

ہیں، سامان بصیرت ہیں۔

﴿ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍۢ بَهِیْجٍ تَبْصِرَةً وَّ ذِکْرٰی لِکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ ۔ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ۔ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ ﴾

(سورۃ ق پ۲۶ آیت ۶ تا ۱۱)

”کیا انہوں نے آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے، اور زینت دی ہے۔ اس میں کوئی شگاف نہیں۔ اور زمین کو ہم نے بچھا دیا ہے۔ اور اس میں ہم نے پہاڑ ڈال دیئے ہیں اور اس میں ہم نے قسم قسم کی خوشنما چیزیں اگا دیں ہیں۔ تاکہ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے بینائی اور دانائی کا ذریعہ ہو اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا اور اس سے باغات اور کٹنے والے کھیت کے غلے پیدا کیئے اور کھجوروں کے بلند و بالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں۔ بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے پانی سے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قبروں سے نکلنا ہے۔

زمین و آسمان کی تخلیق، انکا نظام چلانا ان کے مابین معلق سورج، چاند تاروں کو تھامے رکھنا یہ سب ایسے کام ہیں جو صرف اللہ رب العالمین کے ہیں۔ انکا دعویٰ نہ کبھی کسی نے کیا اور نہ ہی کسی کی جرات کہ کر سکے۔

ہم اس مختصر تمہید کے بعد اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ وہ ہے عیسیٰ علیہ السلام

کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔۔۔رب العالمین کے ان گنت معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ ہی ہے۔ یہ اس کی قدرت سے کوئی انہونی بات نہیں۔

﴿ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾

(سورۃ یٰسین پ23، آیت 82)

اس کا کام تو صرف اتنا ہے کہ جب کوئی [کام کرنے کا] ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ "ہو جا" پس وہ ہو جاتا ہے۔

تعجب تو اس شخص پر ہے جو اس معجزے کو تسلیم نہ کرتا ہو جبکہ دیگر تمام معجزات [جن میں سے چند کا ذکر ابتدائی سطور پر میں ہوا] رات دن وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ یہ ایسے معجزات ہیں جو انسان کی اپنی تخلیق سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔

﴿ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (سورۃ مؤمن پ24، آیت نمبر 57)

البتہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق انسانوں کی اپنی تخلیق سے زیادہ بڑی ہے اور لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔

مزید برآں رب العالمین کا یہ فرمان ہے۔

﴿ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴾

(سورہ فاطر پ22، آیت 16 تا 17)

"اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے اور نئے سرے سے ایک مخلوق پیدا کر ڈالے۔ اور ایسا کرنا اس کے لیے کچھ دشوار نہیں ہے"

جوذات تمام انسانوں کو ہلاک کر کے پھر بالکل نئے سرے سے ایک مخلوق پیدا کر سکتی ہو کیا اس کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ ایک بندے کو بغیر باپ کے پیدا کر دکھائے؟ نہیں ۔۔۔۔ ہرگز نہیں

﴿ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نمونے دکھاتا ہے عقل والوں کے لیے کھول کھول کر اپنی نشانیاں بیان فرماتا ہے۔

﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ﴾

''تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی [ایک نفس سے] اس کی بیوی کو تخلیق کیا پھر ان دونوں سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں بکھیر دیں۔ (سورۃ نساء پ 4، آیت 1)

وہ فرد واحد جس سے لاتعداد انسانوں کی تخلیق ہوئی خود اس کی تخلیق کیسے ہوئی۔۔۔؟

نہ ماں نہ باپ ۔۔۔۔ صرف اللہ تعالیٰ کے لفظ ''کن'' سے آدم علیہ السلام وجود میں آئے اسی طرح سے عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے لفظ ''کن'' کا ثمرہ ہیں۔

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (آل عمران، پ3، آیت 59)

''بیشک عیسیٰ [علیہ السلام] کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے کہ آدم [علیہ السلام] کی مثال کہ ان کو مٹی سے تخلیق کر کے فرمایا کہ ''ہو جا'' پس وہ ہو گئے۔

پس رب العالمین کے کاموں میں، اس کے معجزات میں انسانی عقل کا کوئی دخل نہیں۔ انسانوں کا کام تو صرف اتنا ہونا چاہیے کہ رب العالمین کی کوئی نشانی اپنے تک پہنچتے ہی پکار اٹھیں۔

﴿اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا﴾

(آل عمران پ 3، آیت 7)

ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔

ہمارے شیخ واستاذ محدث سندھ وہند علامہ سید ابو القاسم محب اللہ شاہ راشدی صاحب العلم السادس رحمتہ اللہ تعالیٰ کا اس موضوع [عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا] ہر عقلی ونقلی دلائل سے پر انتہائی بابرکت مقالہ ہے، جسے پڑھ کر قاری دادِ تحسین دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

موصوف نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے اسکا حق ادا کر دیا جس میں ایک محدث اور فقیہ کی بصیرت روز روشن کی طرح نظر آتی ہے اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اوران کے علمی میراث کو منظر عام پر لانے کی توفیق بخشے کہ عوام وخواص اس سے مستفید ہوں اور اپنی علمی پیاس بجھائیں۔

(آمین)

میرے دینی بھائی حافظ محمد نعیم سلمہ اللہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اس علمی وتحقیقی مقالہ کو زیور طباعت سے آراستہ وپیراستہ کر کے ہمارے لیے استفادہ کی راہ استوار کرنے کا سبب بنے ہیں۔

جزاہ اللہ خیرا فی الدارین

(آمین)

یہ چند سطور اس صف میں شامل ہونے کے لیے حوالہ قلم وقرطاس کردی ہیں وگرنہ یہ علمی وتحقیقی مقالہ اپنے اندر اس قدر جان اور وزن اور جاذبیت رکھتا ہے کہ کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر
خلقه محمد و علیٰ اله و صحبه اجمعین
(آمین)

والسلام

خادم القرآن و خادم السنة النبوية المطهرة
عليه الف الف تحية وسلام
محمد افضل الاثری ۱۶ مارچ ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی کی ذات عرب وعجم میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ ان مصلحین امت میں سے ہیں جن کا علمی عملی اور فکری فیض امت کے ایک بڑے حصہ کو نصیب ہوا۔

سید صاحب کو میں نے بہت ہی قریب سے مدت مدید تک دیکھا، اور علمی تلمیذ بھی حاصل ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ وہ جہاں سنجیدہ، مثبت تعمیری اور دعوتی موضوعات پر لکھتے تھے، اس کے ساتھ تحقیق وتدقیق کے بھی ماہر مانے جاتے تھے۔ حدیث، تفسیر، فن رجال، اصول ومبادی کے علاوہ مذاہب باطلہ کے رد میں بھی ایسی مثالی دندان شکن علمی کتب تصنیف کیں جو علوم آلیہ کے ماہرین علماء وفضلاء کے لئے بھی چشم کشا ثابت ہوئیں۔ مزید عوام الناس کے عقائد کی اصلاح، پختگی، اور حقیقت شناسی کا موجب بنیں بلاشبہ شاہ صاحب کے مخاطب، اہل علم، صاحب دانش، مفکرین، دانشور اور فلاسفر طبقہ کے ساتھ فن حدیث وتفسیر اور فن رجال کے ماہرین بھی تھے، ان کا طرز کلام، اسلوب بیان، درد دل اور اخلاص میں ڈوبا ہوا کرتا تھا، انکی تحریر انتہائی سادہ شستہ اور دلکش ہونے کے ساتھ جابجا قیمتی نکات اور نادر حوالات سے مزین اچھوتے اور انفرادی انداز میں ہوا کرتی تھی۔

سید صاحب ایک بڑے ماہر نبض شناس تھے۔ آپ نے جہاں تڑپتی، سسکتی اور بلکتی ہوئی بلکہ دم توڑتی ''انسانیت'' کو آب حیات پلا کر احیا کی کوشش جاری رکھی، وہیں اصلاح امت، تعلیم وتربیت، دعوت فکر، میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن سے ہمارے اکابر اسلاف اور متقدین کی یادیں تازہ ہوجایا کرتیں تھیں۔

پیش نظر کتاب ''البرھان القاطع من اللہ الوھاب الواحد علی ان سیدنا عیسیٰ بن مریم علیھما الصلوٰۃ والسلام ولد بلا والد المعروف ''کیا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر والد کے پیدا ہونے جیسے انتہائی علمی اور حساس اہم موضوع پر شاہ صاحب نے تحقیق و تدقیق کا نہ صرف حق ادا کیا بلکہ فنی انداز میں متعدد علمی مباحث بھی اہل علم کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہونگے۔ ایسے نازک ترین مسئلہ میں بھی آپ نے کسی جگہ احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ بلکہ مسئلہ کی نزاکت اور مقام و مرتبہ کو ہر لحظہ ملحوظ خاطر رکھا، اس مضمون کو بخوبی سمجھانے کی غرض سے آپ نے دس حصص یا ابواب میں تقسیم کرکے عقلی و نقلی دلائل سے مفصل انداز میں نفس مسئلہ کو حل کرکے علمی جولانگاہ میں ایک قابل قدر اضافہ فرمایا۔ ہمارے عزیز القدر بھائی محترم حافظ محمد نعیم صاحب، اور محمد یوسف شیخ صاحب خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے نہ صرف زیرنظر کتاب بلکہ شاہ صاحب کی دیگر علمی اور نایاب کتب کو بھی ''انشاء اللہ'' شایان شان طباعت کا بارگراں اپنے ذمہ لینے کی عنایت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و عقبیٰ میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ امید ہے کہ ہمارے علماء کرام اور اہل ذوق حضرات اس کتاب کو دلچسپی ذوق و شوق سے مطالعہ فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مصنف مرحوم اور ناشر کی محنت کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے درجات دنیا و آخرت میں بلند ہوں، آمین۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

والسلام

(پروفیسر) مولابخش محمدی

(شعبہ اسلامیات) ڈگری کالج مٹھی ضلع تھرپارکر سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الواحد القهار : الذى يخلق ما يشاء و يختار ، فخلق آدم بغير أب و أم و خلق عيسىٰ من أم بغير أب و كل شيئى عنده بمقدار ، ثم خلق سائر بنى آدم من أبوين فجعلهم ذوى النسب والأصهار، إن فى ذلك لعبرة لأولى الأبصار، فمن آمن بعلم الله المحيط بكل شيئى و قدرته الكاملة فهو المؤمن حقاومن أنكر قوته الشاملة و قدرته الكاملة فهو الكاذب الكفار ، و الصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا محمد ن الذى جعله الله إما ما للناس كافة إلىٰ يوم القيامة فالذين آمنوا به و عزروه و نصروه واتبعوا النور الذى أنزل معه أولئك هم المفلحون الأبرار ، والذين عاندوه وخالفوا صحبة اللا حبة واتبعوا غير سبيل المؤمنين أولئك هم الأشقياء والهالكون الفجار ، و علىٰ آله و أصحابه الذين سلكوا طريق المصطفىٰ علىٰ الصفا و اهتدوا بهديه و ائتسوا بأ سوته فى كل قول و فعل و أمر و كل شأن من شئون الحياة دأبا بالليل والنهار ، نسأل الله أن يوفقنا للسلوك علىٰ طريقتهم والا هتداء بهديهم و يحشر نافى زمرة هؤ لاء الصلحاء والاخيار يوم يحصل مافى الصدور و تبلىٰ خفايا الضمائر والاسرار۔

وجہ تالیف

اما بعد! راقم الحروف کے پاس ایک سوال آیا ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ کتاب وسنت میں کہیں بھی نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ نہیں تھا [یعنی اس شخص کا نظریہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا] کیا یہ صحیح ہے؟۔ اور کیا ایسے عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟۔

الجواب بعون الکریم الوھاب۔ جہاں تک میرا مبلغ علم ہے تو اہل اسلام کے کسی مکتب فکر والوں میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی والد تھے، بلکہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے صرف اپنی والدہ حضرت مریم علیھا السلام کے بطن مبارک سے پیدا کیا تھا، البتہ ہمارے ملک میں پہلے پہلے اس خیال کا اظہار قادیانیوں کے پیشوا آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے، یا پھر حضرت مریم علیھا السلام پر معاذ اللہ فاحشہ کا الزام لگایا، اور قادیانی قطعی کافر ہیں، اسی طرح پرویزی خیالات کے حامل [اور سر سید احمد خاں کی فکر کے علمبردار] لوگوں میں بھی یہی خیال مروج ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے اور ان لوگوں کا بھی اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

اب ذیل میں اہل اسلام کے صحیح عقیدہ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بغیر باپ کے پیدائش پر پہلی دلیل

1۔قرآن کریم کے نزول کے وقت عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں الوہیت، ابنیت، تثلیث کا عقیدہ رائج تھا۔وہ (عیسائی) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر والد کے پیدا ہونے کے قائل تھے، اور اسی سے وہ ان کی الوہیت اور ابنیت کے قائل تھے۔قرآن کریم نے ان کے اس عقیدہ کی تو جابجا تردید فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اللہ تھے یا اللہ کے بیٹے تھے، اسی طرح تثلیث کا بھی متعدد مواضع میں ابطال فرمایا لیکن کسی ایک جگہ پر بھی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بن والد پیدا ہونے کی تردید نہیں کی حالانکہ عیسائیوں میں ابنیت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ کے عقیدہ کی بنیاد ہی ان کے بن والد پیدا ہونے والی بات تھی، جیسا کہ عیسائی مذھب سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں، لہٰذا اگر فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی والد تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے اس غلط عقیدہ کو صرف یہ چند الفاظ بیان فرما کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو فلاں والد تھا، جڑ سے اکھاڑ دیتا۔

ان کی الوہیت کے ابطال کے لیے دوسرے دلائل جو قرآن کریم میں جابجا بکھرے ہوئے ہیں کے بیان کی چنداں ضرورت نہ پڑتی۔کہیں بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی والدہ کھانا کھاتے تھے۔

﴿ كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ ﴾

ترجمہ: وہ دونوں کھانا کھاتے تھے

(سورۃ المائدہ پ6، آیت نمبر 75)

کہیں خود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی اپنے بندہ ہونے کا اقرار مذکور ہے،

﴿ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ ﴾

ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں

(سورۃ مریم پ16، آیت نمبر 30)

کہیں ان کا اپنی والدہ کے بطن سے پیدائش کا ذکر ہے۔

﴿ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ﴾

ترجمہ: مریم کہنے لگی! میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی آدمی نے چھوا تک نہیں؟ اللہ نے جواب دیا! ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

(سورۃ آل عمران پ3، آیت نمبر 47)

وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اس نے ایک جگہ بھی ان کے والد کا ذکر نہ فرمایا حالانکہ ان کے والد کا ذکر ان سب سے زیادہ ان کی الوہیت کے ابطال کے لئے مؤثر اور وزنی دلیل ہوتا، کیا اس سے صاف طور پر واضح نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بن والد پیدا ہونے سے قرآن کریم کو انکار نہیں؟

حکم ربی سے انکار کیوں ؟

2۔قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت سی جگہوں پر ذکر وارد ہے اور ہر جگہ ''حضرت المسیح ابن مریم''''عیسیٰ ابن مریم'' کہا گیا ہے۔کہیں بھی ''المسیح'' بن فلاں یا عیسیٰ بن فلاں نہیں کہا گیا کیوں؟

حالانکہ قرآن کریم میں حکم ہے کہ

﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآءِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ، الآية ﴾

(سورۃ احزاب پ 21 آیت نمبر 5)

ترجمہ: یہی بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کی بات ہے۔یعنی لوگوں کو ان کے اپنے باپوں کی طرف منسوب کرو۔

ادھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے پھر وہ خود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ ان کی والدہ محترمہ مریم علیہا السلام کی طرف ہی منسوب کرتا رہا ہے کیا والد کی طرف منسوب کرنے میں کوئی قباحت تھی۔؟

اس کا جواب کسی عقلمند اہل علم کے پاس اس کے سوائے کچھ اور نہیں کہ چونکہ فی الواقع ان کا کوئی والد ہی نہ تھا اس لئے ان کو والدہ محترمہ کی طرف ہی منسوب کیا۔

حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت

3۔حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے واقعہ پر ایک نظر ڈال لیجئے (سورۃ مریم پ 16) میں دیکھیے۔حضرت جبریل، الروح الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام

مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک کامل نوجوان انسان کی صورت میں تشریف لاتے ہیں [ارشاد باری تعالیٰ ہے]

﴿ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴾

ترجمہ: اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ گئیں تو ہم نے اس کی طرف اپنی روح [فرشتہ] کو بھیجا جو ایک انسان کی شکل میں مریم کے سامنے آ گیا۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر ض 17)

اب حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام اپنی خلوت گاہ میں ایک نوجوان مرد کو اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئیں۔اور بولیں

﴿ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴾

ترجمہ: وہ [مریم] بولی اگر تمہیں کچھ اللہ کا خوف ہے تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔(سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 18)

تو اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرستادہ الروح الامین نے فرمایا کہ

﴿ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴾

[ڈرو نہیں] میں تو تیرے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تا کہ تجھے [اللہ کے حکم سے] ایک پاکیزہ صورت وسیرت فرزند عطاء کروں۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 19)

حضرت ابراہیم وحضرت زکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

آگے بڑھنے سے قبل اس بات پر بھی غور کیجئے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بھی عام انسانوں کی طرح ماں اور باپ سے ہوئی تھی تو اس کے لئے فرشتوں کا خاص طور پر اس خوشخبری کولیکر ان کی والدہ محترمہ کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس قسم کی خوشخبری کا فرشتوں کے واسطہ سے آنا قرآن کریم میں مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ صرف حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدائش کی بشارت لیکر آئے تھے، اس وقت حضرت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام **شیخوخۃ** [بڑھاپے] کی حالت میں تھے اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ علیہا الصلوٰۃ والسلام بانجھ تھی۔ اسی طرح حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی فرشتے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدائش کی بشارت لیکر آئے تھے۔ اور زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پیرانہ سالی کی آخری حد پر تھے اور ان کی زوجہ محترمہ بھی بانجھ تھی، تو ان حالات میں فرشتوں کا ان کے ہاں فرزند کے پیدائش کی بشارت لیکر آنا قرین عقل وقیاس معلوم ہوتا ہے، کیونکہ عام حالات میں اس عمر میں اور بانجھ پن کی حالت میں اولاد نہیں ہوا کرتی۔

لہٰذا یہ واقعات چونکہ محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھے اس لئے اس

بشارت کو فرشتے لیکر آئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں پیغمبروں نے اس بشارت پر تعجب کا اظہار کیا لیکن فرشتوں نے بتایا کہ یہ بشارت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس کی قدرت کاملہ سے یہ کچھ بعید نہیں۔ ورنہ اگر عام حالات میں کسی عالی مرتبت ہستی کے تولد کی بشارت لیکر فرشتے بھی آتے رہتے تو قرآن کریم میں حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو ذبیح اللہ بننے کا شرف حاصل ہونا تھا اور جن کی ذریت سے خاتم النبیین جیسی بابرکت ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مقدر تھی، یعنی ایسے برگزیدہ اور صابر پیغمبر کی ولادت کی بشارت کا فرشتوں کے واسطہ سے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آنے کا ضرور ذکر ہوتا۔

حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کا سوال؟

خلاصہ کلام !۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص طور پر مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی بشارت لیکر پہنچنا واضح طور پر اس حقیقت کی طرف نشان دہی کر رہا ہے، کہ اس بابرکت ہستی کا تولد عام انسانوں کی پیدائش اور اس سلسلہ میں جو اسباب وعلل عام حالات میں ہوتے ہیں یا ہونے چاہیے اس سے بالکل مختلف ہوگا، اور وہ محض اللہ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہوگا اس نمایاں حقیقت سے کوئی صاحب عقل سلیم انکار نہیں کرسکتا۔

پھر آگے بڑھیے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب پر پھر مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

﴿قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا﴾

''کہ مجھے فرزند کیسے ہوگا حالانکہ مجھے نہ کسی مرد نے چھوا ہے اور نہ ہی میں فاحشہ عورت ہوں''۔ (سورۃ مریم پ16، آیت نمبر20)

اب آپ دیکھیں کہ الروح الامین نے اس کا جواب کیا دیا؟

مذکورہ بالا صفحات میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اس سے قطع نظر صرف اس سوال کے جواب میں جو کچھ کہا گیا ہے وہی ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے، اگر بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی والد ہوتے تو اللہ کا فرشتہ محترمہ بی بی صاحبہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کو یہ جواب دیتا کہ بس اس طرح کہ تمہارا نکاح فلاں یا فلاں سے ہوگا پھر اس سے اس مبارک فرزند کی ولادت ہوگی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرشتے نے اس قسم کا جواب تو درکنار اس کی طرف اشارہ بھی نہ کیا بلکہ فرمایا:۔

﴿قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا﴾

ترجمہ: وہ بولے ہاں! ایسا ہی ہوگا، تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ میرے لئے یہ سہل ہے اور اس لئے بھی کہ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ کام ہو کے رہے گا۔ (سورۃ مریم پ16، آیت نمبر21)

’’یعنی یہ بشارت میں اپنی طرف سے تھوڑی دے رہا ہوں، بلکہ میں تو فرستادہ دربار الٰہی ہوں اور ان ہی کا پیغام لے کر آیا ہوں، اور اسی رب نے ہی یہ فرمایا ہے کہ میرے لئے یہ بالکل آسان ہے اور یہ اس لئے بھی کہ اس نومولود بابرکت ہستی کو اپنی قدرت کا ایک نشان بناؤں جو میری طرف سے میرے بندوں پر رحمت بنے گا، اور یہ بات اللہ کے نزدیک طے شدہ ہے ’’یعنی اس میں تخلف کا امکان بھی نہیں‘‘ اب اس جواب پر انصاف سے غور فرمائیں۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش والد سے ہونا تھی تو جبریل امین کے اس جواب کی کیا تک ہے؟

وہ تو فرما دیتے کہ بس! تمہارا نکاح ہوگا اور آپ کے ہاں یہ بابرکت بیٹا پیدا ہوگا۔ ان کا یہ فرمانا کہ یہ بشارت میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں اور اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے آسان ہے وغیرہ کا یہاں کوئی مطلب نہیں بنتا۔

ماں اور باپ سے پیدا ہونا کوئی عجیب بات نہ تھی بے شمار ولا تعداد انسان اس طرح پیدا ہو چکے تھے، اور یہ نمونہ حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام بھی مشاہدہ کر چکی تھی۔ اس میں کونسا استبعاد تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یہ کہنا پڑے کہ یہ بات میرے لئے آسان ہے، ماں اور باپ سے سلسلہ تناسل تو ہزاروں سالوں سے چلا آ رہا تھا اس پر نہ تو خود حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو تعجب ہوتا اور نہ ہی الروح الامین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس پیغام دینے کی ضرورت ہوتی، اسی سورت میں اس واقعہ سے قبل حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ مذکور ہے، ان کو بھی جب یہ خوشخبری ملی کہ ان کے

ہاں بھی بیٹا ہونے والا ہے، تو انہوں نے بھی تعجب کا اظہار فرمایا کیونکہ وہ خود تو پیرانہ سالی کی آخری سرحد پر پہنچ چکے تھے۔

﴿ وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴾

ترجمہ: اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں

(سورۃ مریم پ16، آیت نمبر8)

اوران کی زوجہ محترمہ بانجھ تھیں لہذا ان کا تعجب کا اظہار بالکل برمحل ہے اور اس تعجب پر ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی جواب دیا تھا کہ:

﴿ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ۔ الآية ﴾

ترجمہ: اللہ نے فرمایا! ہاں ایسے ہی ہوگا، تیرا رب یہ کہہ رہا ہے کہ یہ میرے لئے سہل ہے، (سورۃ مریم پ16، آیت نمبر9)

یعنی "یہ بشارت ہم اپنی طرف سے نہیں دے رہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہی ایسا فرمایا ہے، کہ اس طرح ہوگا اور میرے لئے یہ آسان ہے" یعنی بوڑھے اور بانجھ سے اولاد کی تخلیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے کوئی مشکل بات نہیں گو ہمارے لیے یہ بات واقعتاً تعجب انگیز ہے، عام حالات میں ایسے بوڑھے اور بانجھ ماں باپ سے اولاد پیدا نہیں ہوا کرتی لیکن سبحانہ وتعالیٰ جو خلاق علیم ہے اس کے لیے اس میں کوئی مشکل نہیں۔ لہذا حضرت مریم علیھا السلام کو جبریل امین نے جو یہ بتایا کہ یہ بشارت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس خالق بے مثل کے لئے یہ بالکل آسان ہے، یعنی وہ جس طرح ماں باپ سے اولاد پیدا کرتا ہے اسی طرح بغیر باپ کے پیدا کرنے پر بھی

قادر ہے پھراس پر تعجب کیا اور حیرت کیسی؟

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال

اور یہی وجہ ہے کہ (سورۃ آل عمران پ3، آیت نمبر 59) میں یہ آیت مذکور ہے

﴿ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَاللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ ، كُنْ فَیَكُوْنُ ﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کے ہاں عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے۔ جیسے مٹی سے پیدا کیا، پھر اسے حکم دیا کہ ہوجا، تو وہ ہوگیا۔

یعنی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش (بن والد) اسی طرح ہے جس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو کہا کہ تو انسان بن جا وہ انسان بن گیا۔

اس آیت کریمہ کا پس منظر نگاہ میں رکھیں تو حقیقت حال نمایاں ہوجائے گی۔ اصل بات یہ تھی کہ نجران کے عیسائی آں حضرت صلی اللہ علیہ والسلام کے پاس مقابلہ ومناظرہ کے لیے آئے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتا دیا کہ تم جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابنیت یا الوہیت کے قائل ہو، سو یہ بالکل غلط ہے اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اس کا کوئی الوہیت میں شریک ہو یا مخلوق میں کوئی اس کا بیٹا ہو، ہاں تم جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بن والد پیدا ہونے کو اس کی ابنیت وغیرہ پر دلیل لاتے ہو تو یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ اگر اس طرح بن باپ پیدا ہونے والا الوہیت کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے وہ بطریق الاولیٰ الوہیت کی سرحد میں داخل ہوجاتا حالانکہ آپ بھی انہیں.............

مخلوق اور اللہ کا بندہ ہی قرار دیتے ہیں، تو جب ماں اور باپ کے بغیر پیدا ہونے والا اللہ نہیں بن سکا تو جو صرف ماں سے پیدا ہوا وہ کیسے اللہ بن گیا؟ اب آپ سوچیں کہ اس موقعہ پر نجران کے عیسائیوں کی بالکلیہ زبان بندی کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا صرف یہ فرما دینا کافی ہوتا کہ تم تو ان کو ابن اللہ وغیرہ کہتے ہو لیکن وہ تو فلاں یا فلاں کا بیٹا تھا پھر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیٹا کیسے بنا۔

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے گمراہی میں پڑے ہوئے ان عیسائیوں کو یہ قطعاً نہیں کہا بلکہ ان کی یہ بات تسلیم کی کہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) فی الحقیقت بغیر والد کے پیدا ہوئے تھے، لیکن یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کاملہ تھی جس نے ان کو صرف ماں سے جنم دیا، اور یہ بعینہ اس طرح کہ ان سے ہزاروں برس پہلے اپنی قدرت کاملہ سے ابوالبشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر چکا تھا، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماں اور باپ کے بغیر پیدا ہونے پر تم کو کوئی تعجب لاحق نہیں ہوتا تو صرف ماں سے پیدا ہونے والے کے متعلق یہ تعجب وحیرانی کیوں؟

اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ماں باپ دونوں سے پیدا ہوئے تھے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ان کی پیدائش کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے تشبیہ کا کیا مطلب بنے گا؟ یہ تشبیہ تب ہی صحیح بن سکتی ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ والسلام بن والد محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے، جیسا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر ماں و باپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے، ورنہ ماں اور باپ دونوں سے تولد کی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے کوئی نسبت نہیں۔ کیا یہ برہان

قاطع نہیں اپنے مدعا پر؟

انصاف شرط ہے۔اور پھر اسی سورۃ آل عمران میں اسی آیت کریمہ کے بعد یہ فرمایا۔

﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴾

ترجمہ: پھر اگر کوئی علم (وحی) آ جانے کے بعد اس بارے میں آپ سے جھگڑا کرے تو آپ اسے کہیے، آؤ ہم اور تم اپنے اپنے
• بچوں کو اور بیویوں کو بلا لیں اور خود بھی حاضر ہو کر اللہ سے گڑگڑا کر دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

(سورۃ آل عمران پ3، آیت نمبر 61)

یعنی اس قاطع برہان کے بعد بھی یہ سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے لوگ تم سے مباحثہ و مناظرہ کریں اور حق کے سامنے اذعان کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو انہیں کہو آؤ اب ہم دونوں فریق مباہلہ کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کریں کہ جھوٹے پر لعنت ہو۔ یہ مباہلہ کی دعوت سن کر وہ نجران کے عیسائی جزیہ دینے پر راضی ہو گئے اور بغیر مباہلہ کئے واپس ہو گئے۔

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

ضدی اور میں نہ مانوں کی رٹ لگانے والے کا کوئی علاج انسانوں کے پاس نہیں ہے

الروح الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھونک مارنا

4۔ اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہونے والے تھے، تو جبریل امین یہ بشارت دیکر چلے جاتے اور بعد میں ان کے نکاح کا ذکر آتا، لیکن ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسی بشارت کے بعد متصل ہی مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو حمل ہو گیا تھا اور اسی پر بشارت کے بعد متصل ہی یہ آیت کریمہ آتی ہے۔

﴿ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴾

ترجمہ: چنانچہ مریم کو اس بچے کا حمل ٹھہر گیا تو وہ اس حالت میں ایک دور مکان میں علیحدہ جا بیٹھیں۔

(سورۃ مریم پ16، آیت نمبر22)

یعنی "پھر اسی وقت مریم علیہا السلام نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بطن میں اٹھالیا یعنی ان کو حمل ہو گیا، اور وہ اس حمل کو لیکر کہیں دور دور مکان کی طرف لے گئی۔ یہ اسی وقت کا ترجمہ اس سے نکلتا ہے کہ آیت کریمہ پر "فاء" [فَحَمَلَتْهُ] داخل ہے اور علوم عربیہ کے قوانین کے بموجب [فاء] میں تراخی یا مہلت نہیں ہوا کرتی صرف ترتیب ہوتی ہے، یعنی یہ حمل ترتیب کے لحاظ سے تو اس بشارت وسوال و جواب کے بعد ہوا لیکن یہ متصل ہی ہوا، اس میں کوئی زیادہ دیر یا مہلت نہ تھی، اگر نکاح کے بعد یہ قصہ ہوتا تو اس میں کافی مدت درمیان میں حائل ہوتی۔ اس پر یہ حقیقت بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ حمل جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھونک سے جو انہوں نے مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کی جیب [گریبان] میں دی تھی ہوا تھا۔ جیسا کہ تفاسیر کی روایات میں

آ تا ہے اور قرآن کریم میں سورۃ انبیاء میں تو اس طرح آ تا ہے۔

﴿وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا۔ الآیة﴾

ترجمہ: اور وہ پاک دامن عورت جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اپنی روح سے ان کے اندر پھونکا۔

(سورۃ انبیاء پ 17 آیت نمبر 91)

یعنی اور جس نے پاک دامنی اختیار کی اس میں ہم نے اپنی روح پھونکی، اس آیت میں فِیْهَا میں جو ضمیر (ھا) ہے یہ مریم علیہا السلام کی طرف لوٹتا ہے لیکن اس طرح نفخ روح تو سب مولودوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس میں مریم علیہا السلام کی کوئی خصوصیت نہیں لیکن سورۃ التحریم میں یہ آیت اس طرح ہے۔

﴿وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ الآیة﴾

ترجمہ: اور مریم بنت عمران کی بھی [مثال ہے] جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی، پھر ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی۔

(سورۃ التحریم پ 28، آیت نمبر 12)

یہاں [فِیْهِ] کا ضمیر جیب کی طرف لوٹتا ہے اور جیب سے مراد گریبان ہے۔ احصان الجیب، کنایہ ہے پاک دامنی سے یعنی ایسی پاکباز عورت کہ اس نے اپنے گریبان تک بھی کسی کو ہاتھ لگانے نہیں دیا تھا۔ بہر حال تو پھر ہم نے اس [مریم]

کے گریبان میں اپنی روح پھونکی یہ آیت کریمہ واضح کردیتی ہے کہ یہ تصرف (روح پھونکنا) جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے تھا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خود کسی میں پھونک مارنے کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ایسی باتوں سے پاک ہے ہاں نفخ کی نسبت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف اس لئے ہے کہ جبریل امین نے یہ پھونک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے ہی ماری تھی، اوراس کے بہت سے امثلہ ہیں مثلاً ''سورۃ ذاریات پ 27، آیت نمبر 32 تا 33'' میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئے ہوئے فرشتوں سے دریافت فرمایا کہ تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے تو انہوں نے جواب دیا!

﴿ اِنَّآ اُرۡسِلۡنَآ اِلٰی قَوۡمٍ مُّجۡرِمِیۡنَ o لِنُرۡسِلَ عَلَیۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ طِیۡنٍ ﴾

ہم قوم کے مجرمین کے طرف بھیجے گئے ہیں تا کہ ان پر مٹی کے پتھر برسائیں لیکن دوسری جگہ اس فعل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

﴿ فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا جَعَلۡنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهَا حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ مَّنۡضُوۡدٍ ﴾

ترجمہ: پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس آبادی کے اوپر کے حصہ کو نچلا حصہ بنادیا۔ پھر ان پر کھنگر کی قسم کے تہ بہ تہ پتھر برسائے

(سورہ ھود پ 12، آیت نمبر 82)

اسی طرح سورۃ حجر میں بھی اس فعل کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔

[ارشاد باری تعالیٰ ہے]

﴿وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾

ترجمہ: اور ان پر کھنگر قسم کے پتھر برسائے۔ (سورہ حجر پ 14، آیت نمبر 74)

یہ اس لیے کہ فرشتوں نے جو پتھر ان پر برسائے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم ہی سے برسائے تھے۔ مقصد یہ کہ یہ حمل جبریل امین کی پھونک سے قرار پا گیا جو انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے مریم علیہا السلام کی جیب [گریبان] میں پھونکی تھی، اور تفاسیر کی روایات صحیح ہوگئیں اور جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تصرف بھی اس پر وضاحت کے ساتھ دال ہے، کہ مریم علیہا السلام کا نکاح نہیں ہوا تھا اگر نکاح ہوا ہوتا تو جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس نفخ روح کی کوئی ضرورت نہ تھی اور جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا۔

﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾

میں اس لیے آیا ہوں کہ میں آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے
ایک پاکیزہ صفت فرزند عطاء کروں۔

(سورۃ مریم پ 16 آیت نمبر 19)

اگر یہ ان کا تصرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے نہ ہوتا تو ایسا فرمانا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مریم علیہا السلام حمل قرار پا جانے کے بعد دور دراز مکان پر کیوں چلی گئی؟ کیا نکاح کرنا کوئی ناجائز بات تھی کہ جس کو چھپانے کے لیے کسی اور دوسری جگہ چلا جانا ضروری تھا۔ ہاں بغیر باپ [بچہ] پیدا ہونا یہ بات بظاہر قابل اعتراض بات تھی، اور اگر اسی حالت میں وہ اسی جگہ پر رہتی تو وہ لوگ اس کی

زندگی ہی دوبھر کر دیتے، اور ان کو وضع حمل تک وہاں چین کے ساتھ رہنا نصیب نہ ہوتا کیا پتہ وہ لوگ کیا اقدام کرتے اس لیے یہ بالکل قرین عقل وقیاس نظر آتا ہے؛ کہ ان کو بہرحال وضع حمل تک تو کہیں اور جگہ ان سے بالکل الگ تھلگ جا کر رہنا چاہیے تھا، تا کہ وضع حمل تو خیریت سے ہو پھر جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی ہوگی اسی طرح ہوگا۔

حضرت مریم علیہا السلام کی پریشانی

5۔وضع حمل کے وقت جب مریم علیہا السلام نے آنے والے طوفان کا تصور کیا تو بہت پریشان ہوئیں اور کہا کاش! میں اس سے پیشتر ہی مرجاتی اور بھولی بسری ہوجاتی تا کہ کوئی میری یہ حالت نہ دیکھ سکتا، اس پر بھی ان سے کہا گیا کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم ہی کرو۔۔۔۔۔۔اگر کوئی آدمی ملے تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے روزہ کی نذر کی ہے اس لیے آج کسی سے بات نہیں کرونگی۔(یعنی باقی معاملہ کو ہم خود نمٹ لینگے)۔اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ہوتے تو نہ ہی مریم علیہا السلام کو اس قسم کی کوئی پریشانی لاحق ہوتی اور نہ ہی انہیں لوگوں کے کہنے پر خاموش رہنے کا امر ہوتا بلکہ انہیں امر ہوتا کہ وہ کہہ دے کہ کوئی بات نہیں لو یہ میرا شوہر ہے، میں نے کوئی غلط یا ناجائز بات نہیں کی۔کیا یہ واضح دلیل نہیں اس بات کی کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی والد نہ تھے؟

یہودیوں کا بہتان

6۔اب حضرت مریم علیہا السلام اپنے نومولد بابرکت بچہ کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی تو انہوں نے کہا ﴿يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا o يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَاكَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا o﴾

ترجمہ: اے مریم تو نہایت سنگین اور بہت بڑی برائی لائی ہو۔تمہارا والد تو برا آدمی نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں فاحشہ تھی۔(سورۃ مریم پ16، آیت نمبر 27 تا 28)

اس سے ظاہر ہے کہ مریم صدیقہ علیہا السلام پر انکی قوم نے فاحشہ [زنا] کا الزام لگایا تھا، اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان کو اپنے مادر و پدر کا حوالہ دیا کہ وہ دونوں تو نہایت نیک تھے، انہوں نے تو کوئی برائی نہیں کی تھی تو اتنے سنگین کام کرنے پر کس طرح آمادہ ہوئی، یعنی جس کے خاندان کے سب افراد نیک اور صالح ہوں اور ان میں برائی نام کی بھی نہ ہو ان کی بیٹی اگر ایسا سنگین کام کرے تو بڑی عجیب وافسوس کی بات ہے۔اور اسی کو سورۃ نساء میں اس طرح واضح فرمایا:

﴿وَ بِكُفْرِ هِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا﴾

ترجمہ: یعنی ان یہودیوں نے مریم علیہا السلام پر بڑا بہتان لگایا۔

(سورۃ النساء پ6، آیت نمبر 156)

اچھا تو اس الزام سے بچنے کے لیے مریم علیہا السلام نے کیا کیا؟

حضرت مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کا جواب

قرآن عظیم فرماتا ہے ﴿فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ. الآية﴾ (سورۃ مریم پ16، آیت نمبر 29)
یعنی مریم علیہا السلام نے ان کی اس بات کا جواب اس طرح دیا کہ صرف بچہ کی طرف اشارہ کر دیا، انہوں نے کہا ایسے بچے سے ہم کیا بات کریں جو جھولے میں جھولنے والا ہو یعنی بہت صغیر ہے (وہ تو بات کر بھی نہیں سکتا) ہر منصف مزاج یہ سوچ لے کہ اگر مریم علیہا السلام کا شوہر تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے، تو بچہ کی طرف اشارہ کر کے جواب دینے کی کیا تک تھی؟ بلکہ وہ صاف کہہ دیتی کہ مجھ پر فاحشہ کا الزام محض بہتان ہے۔ میں نے کوئی برائی نہیں کی بلکہ میں نے نکاح کیا ہے، اور یہ میرا شوہر ہے اس سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور بات ختم ہو جاتی۔ اگر کوئی کہے کہ اس شوہر سے قوم کے افراد ناراض تھے اس لیے انہوں نے اس کو چھپایا، لیکن یہ بھی سراسر فضول اور باطل ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بھی مریم علیہا السلام کو اپنے بہتان کے اظہار پر تو ضرور اپنے اس شوہر کو ظاہر کرنا چاہیے تھا، اور قرآن کریم بھی اس کا ذکر کرتا اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ اگر قوم ان سے ناراض ہوتی تو مریم علیہا السلام سے بائیکاٹ کر لیتے ان کو اپنے کنبے سے نکال دیتے یا ان سے اپنے سارے تعلقات ختم کر دیتے، اور وہ پھر وہیں جا کر الگ تھلگ رہتی جہاں وضع حمل سے پہلے جا کر سکونت پذیر ہوئی تھی، لیکن ان پر جو بہتان عظیم لگایا گیا تھا وہ یک سر ختم ہو جاتا لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس انتہائی نازک موقعہ پر بھی محترمہ بی بی صاحبہ علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد اپنے شوہر کا ذکر نہیں کرتی، بلکہ نوزائیدہ بچہ کی طرف اشارہ

کرتی ہے جس سے اس کی قوم کو اور بھی تعجب ہوا کہ ہم تو ان سے اس سنگین بات کی صفائی طلب کر رہے ہیں اور یہ اس بچہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے جس میں گویائی کی کوئی طاقت نہیں!

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باتیں کرنا

7۔اس پر یہ بابرکت بچہ (حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) بول پڑا۔ یہ نومولود بچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے بولنے تو لگا لیکن انہوں نے بھی اپنی پوری بات میں یہ نہیں کہا کہ آپ میری والدہ مطہرہ پر غلط اور ناروا الزام لگا رہے ہیں، میرا تو والد ہے، جس کا نام فلاں ہے اور وہ میری والدہ محترمہ کا جائز شوہر ہے، بلکہ انہوں نے اول تو اپنے متعلق یہ بتایا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو کتاب دی ہے اور ان کو نبی بنایا ہے۔ مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں بھی ہوں اور مجھے نماز کی **اقامت و ایتاء الزکوٰۃ** کی ہدایت کی ہے جب تک زندہ رہوں۔

اگر ان کے والد تھے تو ان باتوں کے ساتھ اس کا بھی لازمی طور پر ذکر کرتے مگر اس کا اشارۃ بھی ذکر نہیں کیا، آخر کیوں؟

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اتنا عظیم الشان معجزہ دکھایا تو ساتھ ہی اس مبارک بچہ سے یہ بھی کہلوا لیتا کہ واقعتاً ان کے جائز والد ہے اس سے قطعی اعراض کس لئے؟

8۔پھر اس مبارک بچہ نے فرمایا ﴿وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ ۔الآیة﴾ اور مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی والدہ مطہرہ سے نیکی کرنے والا بنایا (سورۃ مریم پ16، آیت نمبر32)

اگر ان کے والد ہوتے تو انہوں نے اپنے متعلق صرف والدہ مطہرہ سے نیکی کرنے پر

اکتفاء کیوں کیا ؟ کیا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے آباء سے نیکی کرنے والے نہیں ہوتے ؟ اسی سورۃ میں پہلے رکوع میں حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ ہے اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام (حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرزند کے متعلق یہ وارد ہے کہ ﴿وَبَرًّا بِوَالِدَیْهِ. الخ﴾ یعنی یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والدین [ماں اور باپ] سے نیکی کرنے والے تھے (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 14)

لہذا اگر بالفرض عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے تو ان کو بالضرورۃ یہ فرمانا چاہیے تھا۔

﴿وَبَرًّا بِوَالِدَیَّ﴾ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے اپنی ماں اور باپ دونوں سے نیکی کرنے والا بنایا ہے اور صرف والدہ محترمہ پر اکتفاء نہ فرماتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا امر (کن فیکون)

9۔ اس قصہ کو پورا کر کے آگے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر مختصر تبصرہ فرماتے ہیں ﴿ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ○ مَاكَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ○﴾

یعنی "یہی ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وہ حق اور سچی بات جس کے بارے میں یہ شک کر رہے ہیں۔ اللہ کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ ان سب خامیوں سے پاک ہے جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 34 تا 35)

یعنی اس سارے قصہ کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تو اللہ تھے اور نہ اللہ کے بیٹے تھے، بلکہ اللہ کے بندہ اور نبی تھے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بغیر والد صرف اپنی والدہ محترمہ مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے، اور اسی وجہ سے یہ گمراہ لوگ ان کے بارے میں شک میں پڑ گئے ہیں، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، کسی بات یا چیز کے وجود میں آنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا "کن" کا امر کافی ہے، لہٰذا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش میں بھی اپنی قدرت کاملہ سے کام لیا اور مریم علیہا السلام کی طرف اپنے اس کلمہ "کن" کو متوجہ کیا اور ان کے بطن میں حمل قرار پا گیا، اس لیے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ایمان ہو اس کے لیے تو اس میں کوئی اچھوتی بات نہیں۔ اب ہر عقل سلیم والا آدمی سوچ سکتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الوہیت یا ابنیت والے عقیدہ کو ختم کرنے کے لیے صرف یہ کافی تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرما دیتا کہ "اے عیسائیوں تم کدھر کو چلے جا رہے ہو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تو والد تھے پھر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بیٹے کس طرح بن گئے؟ لیکن اس مختصر سی بات (جو اصل گمراہی والے عقیدہ کو جڑ سے کاٹ دیتی) کے بجائے اتنا مفصل قصہ انکی ولادت اور اپنی قدرت کاملہ کا اظہار وغیرہ وغیرہ کی طرف قرآن حکیم کا رخ ہمارے لیے واضح دلیل اور قاطع برہان نہیں کہ فی الحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد نہ تھے؟

اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھیں کہ جب ابتداء میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ مریم علیہا السلام کے پاس بشارت لیکر آیا تھا وہ اگر صرف ایک بابرکت ہستی کی

پیدائش کی بشارت دینے آیا تھا، تو بس صرف یہ بشارت دیکر چلا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ مریم علیہا السلام کے دریافت کرنے پر کہ بن باپ فرزند کیسے ہوگا تو اس وقت بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہی الفاظ فرمائے تھے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں یہ آیت کریمہ ہے۔

﴿ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسی طرح اپنی قدرت سے پیدا کرتا رہتا ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کو امر فرماتا ہے کہ ہو جا تو ہو جاتا ہے۔(سورۃ آل عمران پ3، آیت نمبر 47)

اور یہاں سورۃ مریم میں قصہ کے اختتام پر بھی یہی فرمایا کہ اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں وہ صرف "کــــن" سے امر کرتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے۔اور جب نجران کے عیسائی مقابلہ کے لیے آئے تھے تب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہی الفاظ ان کو سنانے کے لیے اتارے تھے، جیسا کہ اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے۔بہرحال قرآن کریم میں جس جگہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر آتا ہے یا ان کے بارے میں الوہیت یا ابنیت کے عقیدہ کا ابطال مقصود ہوتا ہے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہی فرماتا ہے حالانکہ اگر بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے، تو اس وقت کے حالات کا تقاضا تو یہ تھا کہ فوراً کہہ دیا جاتا کہ ان کے تو والد تھے، وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بیٹے نہیں ہو سکتے اس کی بجائے ہر جگہ اپنی قدرت کاملہ کا ذکر نہ کیا جاتا، کیا اس سے بھی کوئی بات زیادہ واضح ہو سکتی ہے؟

حضرت عیسیٰ وحضرت مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی معبودیت کا رد

10۔(سورۃ مائدۃ پ 7، آیت نمبر 116) میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے گا کہ

﴿ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

[اے مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام]! کیا تو نے لوگوں کو (دنیا میں) کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو الہ [معبود] بنالو؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی والدہ محترمہ علیہا السلام کو بھی الہ (معبود) بنالیا تھا۔لہذا اگر ان کے شوہر تھے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے کلام پاک میں اس عقیدہ کو ضرور اس طرح رد کرتا کہ مریم کا تو شوہر تھا پھر جو عورت ایک مرد کے ماتحت ہو وہ معبود کیسے بن سکتی ہے، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسا کہیں نہیں فرمایا حالانکہ مریم علیہا السلام کے بارے میں الوہیت کا عقیدہ بغیر شوہر کے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش والی بات سے نکلا تھا، لہذا حالات کا یہی تقاضا تھا کہ اس عقیدہ کو بھی یہ کہہ کر جڑ سے کاٹ دیا جاتا کہ مریم کا تو شوہر تھا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں بہت سے دلائل سے ان دونوں ماں اور بیٹے کی الوہیت کا ابطال فرمایا لیکن کسی ایک جگہ بھی (حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے والد اور مریم کے شوہر کا ذکر نہیں ہے۔

﴿ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ﴾

اجماع امت

ان براہین قاطعہ کے مدنظر پوری امت مسلمہ کا اس [بلت] پر اجماع ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر والد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کاملہ سے صرف اپنی والدہ مطہرہ مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے۔ اور یہی سبیل المومنین [مومنوں کا راستہ] ہے۔ لہذا اس سے جو بھی انحراف کرے گا وہ مومن و مسلم ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہذا جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ مسلمان نہیں اس لیے ان کی اقتداء میں نماز ہرگز جائز نہیں ہو سکتی۔ هـذا مـا عـندی والعلم عندالله العلام وهو أعلم بالصواب وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

و صلى الله على خير خلقه سيدنا محمد و آله وأصحابه أجمعين و بارك و سلم۔

وأنا أحقر العباد

محب اللہ شاہ راشدی

عفا الله عنه

عشية يوم الأحد

۱۲۔ ربيع الثاني ۔ ۱٤۱۰ھ الهجرى ۱۲۔ ٤۔ ۱٤۱۰ھ

المطابق 12-11-1989

للثاني عشر من شهر التشرين الثاني۔

۱۹۸۹ء المسيح

ولادت
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
از
حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ
ماخوذ: تفسیر ثنائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولادت عیسیٰ علیہ السلام

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ ﴾ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے بزرگ اور پاک آدمی کی پیدائش کا اجمالی بیان کرتا ہے کہ جس کی پیدائش، وفات بلکہ کل زندگی کے واقعات میں لوگوں کی مختلف رائیں ہو رہی ہیں عموماً ہر ایک شخص سے یہ معاملہ تو ہوتا ہے کہ اس کے دوست و دشمن کی آراء مختلف ہوتی ہیں۔ مگر یہ بزرگ [سیدنا عیسیٰ علیہ السلام] اس بات میں بھی سب سے نرالے ہیں، یہود ان کے دشمن [بلکہ دراصل اپنے دشمن] تھے انکی رائے ان کی نسبت مخالفانہ تو اسی اصل عداوت] کی فرع اور اسی شاخ کا ثمر ہے، مگر ان کے نادان دوستوں [عیسائیوں] نے بھی آپ کی نسبت دراصل مخالفانہ ہی رائے لگائی جس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔ طرفہ یہ کہ جس مسئلہ [بے باپ ولادت کے لیے یہ حاشیہ تجویز ہوا ہے اس میں سب کے سب یک زبان متفق ہیں، گو انکے اتفاق کی بنا مختلف ہی کیوں نہ ہو آپکے مخالف یہود تو اس حیثیت سے آپ کو بے باپ [حقیقی] مانتے ہیں، کہ وہ جناب کی پیدائش بدگمانی اور گستاخی سے ناجائز طور کی کہتے ہیں۔ عیسائیوں نے جناب والا کی نسبت عجیب عجیب بعید انہ قیاس باتیں گھڑی ہیں اللہ اور اللہ کا بیٹا تو ان کے ہاں عام طور پر زبان زد ہے۔ باپ کے ہونے کے وہ بھی زمانہ شروع اسلام سے آج تک اسی امر کے قائل ہیں کہ مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے، مگر اس زمانہ اخیر میں سر سید احمد خان مرحوم نے اس سے انکار کیا ہے فرماتے ہیں، کہ وہ بے باپ نہ تھے بلکہ مثل دیگر بچوں کے ماں باپ دونوں سے پیدا ہوئے تھے، اس لیے اس حاشیہ میں ہم مسیح کی ولادت کے متعلق دو طرح سے بحث کریں گے ایک ان آیات

سے جن میں مسیح کی ولادت مذکور ہے۔ دوسری ان بیرونی شہادتوں سے کریں گے جن کو سید صاحب بھی کسی قدر معتبر جانتے ہیں۔ اسی سورۃ آل عمران میں یوں فرمایا۔

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ o قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ o ﴾ (سورۃ آل عمران پ 3 آیت 45 تا 47)

جب فرشتے نے کہا اے مریم بیشک اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ مسیح مریم کا بیٹا دنیا اور آخرت میں معزز اور [اللہ کے] مقربوں سے ہوگا اور لوگوں سے گہوارہ اور بڑھاپے میں کلام کرے گا اور وہ نیکو کاروں سے ہوگا۔ مریم علیہا السلام نے کہا اے میرے رب مجھے کس طرح سے لڑکا ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا فرشتے نے کہا تو ایسی ہے اللہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے اتنا ہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

دوسری جگہ سورۃ مریم میں اس سے بھی کسی قدر مفصل بیان ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا o فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا o قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا o قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا o قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ

بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ٥ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ٥ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ٥ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ٥ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ٥ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ٥ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ٥ ﴾

مریم کا ذکر کتاب میں بیان کر جس وقت وہ اپنے گھر والوں سے مشرق کی جانب ہو گئی اور ان سے دور ایک پردہ اس نے بنالیا۔ پس اسی حال میں ہم نے اپنا رسول [جبرائیل] اس کی طرف بھیجا۔ وہ کامل آدمی کی شکل میں اس کے سامنے آیا وہ [مریم بوجہ اپنی پاکدامنی کے] اس سے بولی کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں ہوں [یعنی تیرے سامنے آنے کو پسند نہیں کرتی] اگر تو نیک ہے تو آگے سے ہٹ جا وہ بولا میں آدمی نہیں بلکہ تیرے رب کا قاصد ہوں کہ تجھے ایک لڑکا ہونے کی خبر دوں۔ مریم نے کہا مجھے لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ مجھے نہ تو خاوند نے چھوا ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔ فرشتے نے کہا تو ایسی ہی ہے تیرے رب نے کہا کہ مجھ پر یہ کام آسان ہے اور ہم ایسا ہی کریں گے تاکہ اس کو لوگوں کے لیے نشانی اور اپنی رحمت بنادیں اور یہ کام تو ہوا ہے۔ پس مریم حاملہ ہوئی پھر وہ دور کی جگہ میں چلی گئی پھر وہ دردزہ کی وجہ سے درخت کھجور کے پاس آئی تو بولی ہائے افسوس میں اس سے پہلے ہی مر کر بھولی بسری ہو جاتی پس فرشتے نے

اسے اس سے نچلے مکان سے پکارا کہ تو غم نہ کر تیرے رب نے [تیرے لیے] تیرے نیچے نہر جاری کر دی ہے اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلا وہ تجھ پر تر و تازہ کھجور گرائے گی پھر تو کھا اور پانی پیو اور خوش رہیو۔ اگر کسی آدمی کو دیکھے تو [اشارہ سے] کہہ دینا کہ میں نے اللہ کے لیے منہ بند رکھنے کی نذر مانی ہے پس میں آج تمام دن کسی سے نہ بولوں گی یہ سب باتیں اشارہ سے کہو۔

(سورہ آل عمران میں صرف اسی قدر اشارہ ہے)

﴿اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَاللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۝﴾ (سورۃ آل عمران پ 3، آیت 59)

مسیح اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے جس کو مٹی سے بنا کر ہو جا کہا وہ ہو گیا۔

ان آیات کریمہ پر کوئی حاشیہ لگانے کی حاجت نہیں اردو ترجمہ جو لفظی ترجمہ ہے ان کا مطلب صاف بتا رہا ہے پس جو مطلب ناظرین اردو سے سمجھے ہوں گے وہی مطلب عرب کے فصیح و بلیغ باشندے قرآن مجید کا سمجھتے تھے۔ ہمارے خیال میں یہ مسئلہ [ولادت مسیح] بعد بیان ان آیات کے ناظرین کے فہم و فراست اور انصاف پر چھوڑنے کے لائق ہے لیکن اس خیال سے کہ سید صاحب یا ان کے دوست رنجیدہ نہ ہوں کہ ہمارے عذرات قوم تک نہیں پہنچائے اسی لئے کسی قدر شرح کر کے آپ کے عذرات [رکیکہ] مع جوابات معروض ہوں گے۔

پہلی اور دوسری آیات اس امر پر متفق اور یک زبان ہیں کہ مریم علیہا السلام نے لڑکے کی خوشخبری سن کر اسے اپنے مناسب حال نہیں سمجھا بلکہ سخت لفظوں میں اس سے انکار

کیا اور استعجاب بتلایا کہ مجھ جیسی کو لڑکا کہاں سے ہوسکتا ہے جس کو کسی مرد نے نہیں چھوا [درصورت حمل متعارف] ہونے کے [جیسا کہ سید صاحب کا خیال ہے] فرشتے کی طرف سے یا اللہ کی جانب سے اس کا یہ جواب ملنا کہ اللہ پر یہ کام آسان ہے داناؤں کی توجہ چاہتا ہے ہاں اگر یہ جواب فرشتے کی طرف سے ہوتا کہ گو ابھی تک مرد نے تجھے نہیں چھوا لیکن چھونا ممکن ہے۔ تو اس سے حضرت مریم کی تسلی ہو جاتی اور سید صاحب کو بھی متعدد صفحات لکھنے کی تکلیف نہ ہوتی اب جائے غور ہے کہ بجائے اس جواب کے یہ جواب دینا کہ بیشک تو ایسی ہے لیکن اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس کو بھی مدلل اور مفصل کر کے بیان کیا کہ اللہ جب کبھی کسی چیز کا ہونا چاہتا ہے تو اسے صرف اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ جاتی ہے۔ اگر سید صاحب کا خیال [کہ مسیح بطریق متعارف پیدا ہوئے تھے ٹھیک ہو تو کچھ شک نہیں کہ یہ جواب طول طویل مریم کے استبعاد کے متعلق نہیں ہوسکتا]۔ بلکہ سوال ''از آسمان جواب از ریسمان'' کا مصداق ہے۔ پھر مریم کے بچہ کو اٹھا لانے کے وقت قوم کا طعن مطعن شروع کرنا اور طعن میں ایسے الفاظ بولنا جو اس پاک دامن [عورت] کی عصمت میں خلل انداز ہوں یعنی نہ تیرا باپ زانی تھا نہ تیری ماں بدکار زانیہ تھی'' صاف ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت کے وقت یہودیوں کا گمان فاسد ناجائز طور پر مولود پیدا ہونے کا تھا۔ جس کو حضرت مسیح نے اپنے جواب میں دفع کیا کہ میں اللہ کا نبی ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اس لیے کہ بموجب کتب[1] بنی اسرائیل حرامی بچہ دس پشت تک اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا۔ میں جب نبی ہوں تو حرامی کیسے ہوسکتا ہوں۔ افسوس کہ سید صاحب نے ....

---

[1] کتاب استثناء 32 باب کی 2 آیت (منہ)

اس جواب پر غور نہیں کیا اس لیے جھٹ سے اعتراض جما دیا کہ!

''اگر اس وقت یہودیوں کی مراد اس سے تہمت بدنسبت حضرت مریم کے اور ناجائز مولود ہونے کی نسبت حضرت عیسیٰ کی ہوتی تو ضرور حضرت عیسیٰ اپنے جواب میں اپنی اور اپنی ماں کی بریت اس تہمت سے ظاہر کرتے۔ جلد دوم صفحہ 37، 38 طبع جدید صفحہ 33۔

ہم نے بتلا دیا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی ماں کی بریت عمدہ طرح سے فرمائی ہے۔ سید صاحب نے ہمارے پہلے طریق استدلال [یعنی عدم مطابقت سوال بجواب] کی طرف تو خیال ہی نہیں کیا تھا اور اس امر پر شاید غور کرنیکا انہیں اتفاق ہی نہیں ہوا اگر ہوتا تو غالباً تصویر کا رخ دوسرا ہوتا البتہ دوسری طرز استدلال کی طرف کسی قدر متوجہ ہو کر فرمایا ہے۔

یہودیوں کے اس قول سے بھی ﴿يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا﴾ حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر استدلال نہیں ہوسکتا اس لیے کہ اس زمانہ میں جبکہ یہودیوں نے حضرت مریم سے یہ بات کہی کوئی بھی حضرت مریم پر بدکاری کی تہمت نہیں کرتا تھا [طبع جدید صفحہ 32 جلد 2] سید صاحب کو ایسی غفلت مناسب نہ تھی صفحہ 28 طبع جدید صفحہ 20 پر آپ خود مانتے ہیں کہ ''یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مریم پر جو بہتان باندھا تھا وہ یوسف کے ساتھ نہ تھا بلکہ پنترا ناٹی کے ساتھ منسوب کیا تھا کیونکہ یوسف ان کے شرعی شوہر ہو چکے تھے'' صفحہ 20 کچھ دور نہیں تھا یہاں پر آپ کا اس کو بھول جانا کلام الٰہی ﴿لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا﴾ [بوڑھے جلد ہی

بھول جاتے ہیں۔منہ] کی تصدیق ہے اگر فرمادیں کہ صفحہ ۲۰ کی عبارت ولادت کے متعلق ہے اور صفحہ 32 پر جو انکار ہے وہ اس وقت کے متعلق ہے جب حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لائی تھیں دونوں عبارتیں مجھے یاد ہیں میں بھولا نہیں ہمارا مدعا بھی یہی ہے کہ وقت ولادت یہودیوں نے مریم پر تہمت لگائی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ !

حضرت مسیح ان کے نزدیک ناجائز مولود تھے جس سے ہمارا دعویٰ [بے باپ ولادت مسیح] تقویت پذیر ہے۔آپ کا فرمانا کہ نہ اس آیت میں اس قسم کی تہمت کا اشارہ ہے حیرت افزا ہے۔کاش آپ اس ''آیت'' کی بجائے ''قرآن میں'' کا لفظ لکھ دیتے تو مدت فیصلہ ہو جاتا کوئی مخالف آپ کے سامنے ....

﴿ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴾

(سورۃ النساء پ 6 آیت 156)

.... پیش نہ کرسکتا۔سید صاحب اب بھی موقعہ ہے معاملہ طے کریں۔

مٹا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی
رکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

آپ فرماتے ہیں ''فری'' کے معنی بدیع و عجیب کے ہیں۔اس لفظ سے غالباً یہودیوں نے مراد لی ہوگی ﴿ شَيْئًا عَظِيمًا مُنْكَرًا ﴾ مگر اس سے یہ بات کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت ناجائز مولود ہونے کی تہمت کی تھی لازم نہیں آتی بلکہ

قرینہ اسکے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ نے اسکے جواب میں اس تہمت سے بری ہونے کا کوئی لفظ بھی نہیں کہا۔ صفحہ 27 طبع جدید صفحہ 32۔

بیشک کہا ملاحظہ ہو صفحہ 27 تفسیر ثنائی جلد ہذا۔ اس جواب میں بھی حسب عادت قدیمہ مطلب سے تجاہل عارفانہ کر گئے ہیں "فری" کے معنی کرنے میں وقت کھو دیا حالانکہ ان نالائقوں کے صریح الفاظ سے اے مریم تیرا باپ زانی نہ تھا تیری ماں زانیہ بدکار نہ تھی تو ایسا لڑکا [بقول سید صاحب] اوپر کہاں سے لے آئی۔ کیا اس قدر مغلظ الفاظ کسی نے اپنی بیگانی لڑکی کی نسبت کہے یا کہتے سنا، یہودیوں کے یہ الفاظ کہنے کی وجہ سر سید یوں بیان کرتے ہیں۔

"جب انہوں [حضرت مسیح] نے بیت المقدس میں یہودی عالموں سے گفتگو کی اس بات پر یہودی عالم ناراض ہوئے اور انہوں نے آکر حضرت مریم سے کہا کہ تیرے ماں باپ تو بڑے نیک تھے تو نے یہ کیسا عجیب یعنی بد مذہب لڑکا جنا ہے حضرت مریم نے خود اسکا جواب نہیں دیا اور حضرت عیسیٰ کو اٹھا لائیں گود میں یا کندھوں پر] اس وقت انہوں نے فرمایا کہ ﴿اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا۝﴾ [سورہ مریم پ16 آیت نمبر30، طبع جدید صفحہ 36] افسوس سید صاحب! یہ مسئلہ حل نہ ہوگا جب تک آپ صریح الفاظ کو نہ لیں گے اور ان کے متبادل ترجمہ کو تسلیم نہ کریں گے جو واقعی قابل تسلیم ہے۔ آپ کے بیان مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کی بدزبانی پہلے بعد حضرت مریم مسیح کو اٹھا لائیں مگر قرآن کریم کے بیان سے ظاہر ہے کہ مریم کا بچہ کو اٹھا کر لانا پہلے ہے اور یہودیوں کی پیچھے تھیں دونوں عبارتیں مجھے یاد

ہیں۔ میں بھولا نہیں ہمارا احدی بھی یہی۔ دیکھو تو کیا وضاحت سے ارشاد ہے کہ۔

﴿ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴾

''پس اس (مسیح) کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائی تو بولے کہ اے مریم تو عجیب چیز لائی ہے'' سید صاحب ان باتوں سے بجز اس کے کہ علماء میں ہنسی ہو کیا فائدہ آپ اپنا عندیہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اس کھینچ تان سے آپ کا مطلب کیا ہے کہ جہاں آپ کو کچھ نہیں سوجھتا وہاں خواب میں چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مریم کی فرشتے سے گفتگو کو جو آپ کے مذہب کے خلاف تھی [کیونکہ فرشتوں کے خارجی سے آپ منکر ہیں] خواب کا واقعہ بتلایا ہے اور اس کی نسبت یوں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

''سورۃ مریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی رویا [خواب] کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ انہوں نے انسان کی صورت دیکھی جس نے کہا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ تم کو بیٹا دوں'' (طبع جدید صفحہ 31)

جناب! خواب کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اسی برتے پر آپ علماء کو یہودیوں کے مقلد شہوت پرست، زاہد کوڑ مغز ملا وغیرہ وغیرہ الفاظ بخشا کرتے ہیں۔

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

آپ ہی بتلا دیں اگر کسی صحیح روایت کے اعتبار پر بات کہنے سے یہودیوں کا مقلد بننا لازم آتا ہے تو بے ثبوت بات کہنے پر کس کا خیر اس کا فیصلہ تو ہم آپ کے جدامجد [فداء ابی وامی] کے روبرو کرائیں گے انشاء اللہ۔ اب ہم اس مسئلہ [ولادت مسیح] کے متعلق

بیرونی شہادتیں دریافت کرتے ہیں اس میں تو کچھ شک نہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مسلمان سب کے سب اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت مسیح بے باپ ہیں اور مسلمانوں کی نسبت تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عیسائی اور مسلمان دونوں خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صرف اللہ کے حکم سے عام انسانی پیدائش کے برخلاف بغیر باپ پیدا ہوئے تھے۔(صفحہ 22 جلد 2 طبع جدید صفحہ 15)

رہے یہودی سو ان کی بابت قرآن سے ثابت ہے کہ مسیح کی ولادت کو کیسے مغلظ الفاظ سے بیان کرتے تھے پس حضرت مسیح کے حالات دیکھنے والے یہود۔نصاریٰ دونوں قومیں جو ان کے حالات کو تحقیق کرنے میں ہم سے زیادہ مشغول تھیں [گو اغراض ان کی مختلف ہوں یہود بوجہ عداوت اور نصاری بوجہ عقیدت] ان دونوں کا اس امر پر اتفاق ہونا کہ جناب مسیح کا باپ نہیں قابل غور نہیں؟ اس اتفاق کی تائید ان کی کتابوں سے بھی ہوتی ہے انجیل متی میں صاف بیان ہے۔

''اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو ان کے اکٹھا آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔تب اس کے شوہر یوسف نے جو استباز تھا اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اسے چپکے سے چھوڑ دے۔وہ ان باتوں کی سوچ ہی میں تھا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے اس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنے جورو [بیوی] مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر کیونکہ جو اسکے رحم میں ہے سو روح القدس ہے۔انجیل متی باب اول درس 18 ۔

انجیل لوقا میں یوں مذکور ہے۔

اور چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ اللہ کی طرف سے جلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا بھیجا گیا ایک کنواری کے پاس جس کی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گھرانے سے تھا منگنی ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریم تھا اس فرشتے نے اس [کے] پاس اندر آ کے کہا کہ اے پسندیدہ سلام! اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ تو عورتوں میں مبارک ہے۔ پر وہ اسے دیکھ کر گھبرائی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے۔ تب فرشتے نے اس سے کہا کہ اے مریم مت ڈر کہ تو نے اللہ کے حضور فضل پایا اور دیکھ تو حاملہ ہو گئی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام "یسوع" رکھے گی وہ بزرگ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا [نیک بندہ] کہلائے گا۔ [یہ ایک انجیلی محاورہ ہے کہ نیک بندوں کو اللہ کے فرزند کہا جاتا ہے]

(انجیل متی۔ 5 باب منہ)

اور اللہ تعالیٰ اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کرے اور اسکی بادشاہت آخر ہو گی تب مریم نے فرشتے سے کہا یہ کیونکر ہو گا جس حال میں مرد کو نہیں جانتی فرشتے نے جواب میں اس سے کہا مریم کہ روح القدس تجھ پر اترے گی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہو گا اس سبب سے وہ قدوس بھی جو پیدا ہو گا اللہ کا بیٹا کہلائے گا۔ انجیل لوقا ب باب اول درس 26۔

اس صاف اور سیدھے بیان انجیل کو بھی سید صاحب نے ٹیڑھا بنانا چاہا آپ فرماتے ہیں۔ "اس بات کو خود حواری حضرت عیسیٰ کے اور تمام عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کا خطبہ یوسف سے تھا۔ یہودیوں کے ہاں خطبہ کا یہ دستور تھا کہ شوہر

اور زوجہ میں اقرار ہو جاتا کہ اس قدر میعاد کے بعد شادی کریں گے یہ معاہدے حقیقت میں عقد نکاح تھے زوجہ کا گھر میں لانا باقی رہ جاتا تھا۔ یہودیوں کے ہاں اس رسم کے ادا ہونے کے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے کے ان دونوں میں اولاد پیدا ہو تو وہ ناجائز اولاد تصور نہیں ہوتی تھی شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونوں کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوگی (خلاصہ صفحہ 27 طبع جدید صفحہ 19)

جس سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ''پس کوئی وجہ اس بات کے خیال کرنے کی نہیں کہ یوسف فی الواقع حضرت مسیح کے باپ نہ تھے متی کی انجیل میں جو یہ لکھا ہے کہ ''یوسف نے جب دیکھا کہ حضرت مریم حاملہ ہیں تو ان کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اگر یہ بیان [متی کا] تسلیم کیا جائے تو اس کا سبب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہو جانے سے یوسف کو رنج اور خجالت ہوئی ہوگی (جلد۲ صفحہ ۲۸ طبع جدید صفحہ ۲۰)

جناب سید صاحب اب ایسی باتوں سے کیا فائدہ یوں تو ہم نے بھی ٹھیکہ نہیں لیکہ آپ کو خاموش ہی کرا کے رہیں گے مگر آخر جہاں تک آپ کے جد امجد (فداہ روحی) کی محبت کا ہمیں جوش ہے آپ کی حق ادائی کریں گے گو کسی استاد کا قول ہے

ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود

صحیح ہے بھلا حضرت! اگر مریم علیہا السلام کو خلاف رسم حمل تھا اور وہ حمل شرعاً درست نہ تھا اور بالکل بے عیب تھا جیسا آپ بھی صفحہ ۲۷ پر تسلیم کر آئے ہیں تو یوسف اس پر اس قدر رنجیدہ کیوں ہوا کہ اس بے چاری حاملہ کے چھوڑنے پر کمر بستہ ہو گیا۔ آخر وہ اتنا

تو جانتا ہوگا کہ یہ کرتوت ساری میری ہے بالفرض اگر اس کو خلاف رسم حمل ہونے سے شرم تھی تو فرشتے نے خواب میں آ کر اس کی کیا تسلی کی کہ اے یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو یہاں لے آنے سے مت ڈر کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے سو روح القدس سے ہے۔ (متی باب، آیت 20)

کیا اس سے وہ حمل جو خلاف رسم سے ہوا تھا موافق رسم ہو گیا ایسے فرشتے کو یوسف خواب ہی میں جواب دیتا کہ حضرت جس خجالت کی وجہ سے میں اسے چھوڑتا ہوں وہ روح القدس سے حاملہ ہونے سے تو نہیں جا سکتی۔ میں تو اس لیے چھوڑتا ہوں کہ خلاف رسم حمل ہے میری رسومات متعلقہ شادی ابھی باقی ہیں۔ میں روح القدس کو کیا کروں میں اس شرم کے مارے پانی پانی ہوئے جاتا ہوں آپ مجھے روح القدس کا راگ سنائے جاتے ہیں۔ افسوس ! سید صاحب نے جیسا حضرت مریم کے سوال ﴿اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ﴾ کے جواب ﴿کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ﴾ پر غور نہیں فرمایا اسی طرح اس پر بھی تدبر سے کام نہیں لیا اس امر پر بھی سید صاحب بحوالہ انجیل متی ولوقا مصر ہیں کہ مسیح کو ابن داؤد ابن ابراہیم کہا گیا ہے صفحہ ۲۴ اور قرآن میں ابراہیمی ذریت سے ہونا ثابت ہوتا ہے صفحہ ۲۵ نہیں معلوم ایسے صریح بیانات کے مقابلہ میں ایسے ضعیف احتمالات کیا مفید ہو سکتے ہیں سید صاحب ! اصول شاشی میں بھی لکھا ہے کہ عبارات النص اشارہ وغیرہ پر مقدم ہوتی ہے، فافہم جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ صریح بیان ہر طرح سے ایسی تاویلات پر مقدم ہوتا ہے، پس جبکہ صریح بیان انجیلی اور قرآنی دنوں اس پر [بشرطیکہ انصاف ہو] متفق ہیں کہ مسیح علیہ السلام بے باپ

تھے تو ایسی تاویلات رکیکہ کی کیا قدر ہوگی حالانکہ قرآن کریم میں نواسے کو بھی بیٹا کہا گیا ہے جہاں مباہلہ کا حکم ہوتا ہے کہ تو ان سے کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں بلا کر مباہلہ کریں۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کو بلا کر مباہلہ کرنا چاہا تھا اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور نے اٹھا کر فرمایا تھا کہ میرے اس بیٹے کے طفیل اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ کتاب الفتن جلد۲ صفحہ ۱۰۵۳ [دیکھو صحیح بخاری] تو کیا امام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے نہیں نواسے کو بھی عام طور پر بیٹا کہا جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح کو ابن داؤد یا ابن ابراہیم کہا گیا ہے تو مریم کی وجہ سے کہا ہوگا غالباً آپ بھی اس محاورہ کو صحیح جانتے ہیں جب ہی تو یہ عذر کرتے ہیں کہ ''یہودی شریعت میں عورت کی طرف سے نسب قائم نہیں ہوسکتا دوسرے یہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہیں [صفحہ 25]

گو یہ بھی اسی صفحہ پر تسلیم ہے کہ ''حضرت مریم حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی الیشع کی رشتہ دار تھیں اور الیشع ہارون کی بیٹی تھیں مگر نہ یہ معلوم ہے مریم اور الیشع میں کیا رشتہ تھا اور نہ یہ معلوم کہ ہارون کس کی اولاد تھے'' [صفحہ 25]

حضرت! ان باتوں سے بجز اس کے کہ ڈوبتے کو تنک کا سہارا ہو کیا، ہوسکتا ہے جب ہمیں انہیں آناجیل مروجہ میں صاف اور صریح الفاظ میں حضرت مسیح کا بے باپ ہونا اور عیسائیوں کا متفق علیہ عقیدہ اسی پر ہونا ثابت ہے تو پھر ایسے ویسے بعید از قیاس احتمالات کو کون سن سکے گا، ان کے رد کرنے کو صرف اسی قدر کافی ہے کہ یوسف داؤد

کے گھرانے سے تھا (دیکھو انجیل لوقا باب اول فقرہ ۲۷)

جب یوسف داؤد کے گھرانے سے تھا تو غالباً مریم بھی اسی خاندان سے ہوں گی جب تک کہ کسی قوی دلیل سے ثابت نہ ہو کہ مریم خاندان داؤدی یا اسرائیلی سے نہیں تھیں اسی قدر کافی ہے۔

ہاں آپ کا اس فقرہ انجیلی پر کہ جیسا کہ گمان تھا وہ [مسیح] یوسف کا بیٹا تھا (لوقا باب 3 درس 33) نظر ڈالنا بھی حیرت بخش ہے جبکہ یہی لوقا صاف الفاظ میں مسیح کی ولادت بے باپ لکھتا ہے تو پھر ایسے محاورات سے کیا نتیجہ۔ علاوہ اسکے ہو سکتا ہے کہ یہ بیان ان کا اس پر مبنی ہو کہ مسیح بعد ولادت اسکے گھر میں رہے جیسا کہ رہیب کو بیٹا کہہ دیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ سید صاحب اس مسئلہ میں اہل معانی کا قاعدہ بھی بھول گئے کہ موحد اگر انبت الربیع البقل کہے تو اس میں نسبت مجازی ہے۔

اس مسئلہ [ولادت مسیح] پر سید صاحب کے ہم خیال ان آیات سے بھی استدلال کیا کرتے ہیں جن میں انسان کی پیدائش کی ابتدا نطفہ سے بیان ہوئی ہے مگر بعد غور دیکھیں تو یہ استدلال

﴿ اَوَلَمْ یَرَا لِاْنسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ ﴾

(ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا)

(سورہ یٰسین پ 23، آیت 77)

﴿ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ٥ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ٥ ﴾

(ترجمہ: لہذا انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، وہ اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے) (سورۃ الطارق، پ 30، آیت 5 تا 6)

بھی ضعیف ہے اس لیے کہ ان آیات میں قضیہ کلیہ نہیں بلکہ مہملہ ہے جس میں کل افراد پر حکم ضروری نہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ان آیتوں میں سب انسانوں کی پیدائش کا ذکر نہیں بلکہ اکثر کا ہے، قرینہ اس کا یہ ہے کہ اس پیدائش کے بیان سے متصل ہی انسان کی ناشکری، غرور، تکبر گردن کشی کا بیان عموماً مذکور ہوتا ہے جو اکثر افراد انسان میں تو ہے کل میں نہیں بالخصوص حضرات انبیاء اور مسیح علیہم السلام کو تو ان سے کوسوں دوری ہے پس ان آیتوں سے تمام افراد انسان کی پیدائش کا نطفہ سے ثبوت دینا گویا کل انبیاء کی نسبت یا کم سے کم مسیح کی نسبت ان کے گناہوں کا گمان کرنا ہے جو ان آیتوں میں بیان ہیں۔ علاوہ اسکے اگر سب افراد پر بھی حکم ہو تو اس اجمالی بیان سے دوسری آیت مسیح کو نکال سکتی ہے جیسا کہ عام مخصوص البعض کا قاعدہ ہے مثلاً ایک آیت میں فرمایا کہ!

﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَ بَّصْنَ بِاَنفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ﴾ (سورۃ البقرہ پ2، آیت 234)

جن عورتوں کے خاوند مر جائیں وہ چار مہینے دس روز ٹھہر کر دوسرا خاوند کر سکتی ہیں۔

دوسری آیت میں فرمایا

﴿ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾

ترجمہ: حاملہ عورت بعد جننے کے نکاح کر سکتی ہے۔ (سورۃ الطلاق، پ28، آیت 4)

خواہ وہ بعد مرنے خاوند کے ایک گھڑی بعد جنے خواہ نو مہینے بعد حالانکہ پہلی آیت کے مطابق اس کو چار مہینے دس روز کی عدت بیٹھ کر نکاح کی اجازت چاہیے تھی مگر ایسا نہیں

کیونکہ دوسری آیت میں ''حاملہ کا خصوصی سے ذکر آ چکا ہے'' اس لیے پہلی آیت کے ذیل میں اس کو لانا گویا دوسری آیت سے غفلت ہے اس قسم کی کئی ایک مثالیں قرآن شریف میں بلکہ ہر ایک کتاب اور محاورہ میں ہوتی ہیں۔ پس جیسا کہ ان دونوں آیتوں کو ماننے والے دونوں پر اس طرح عمل کرتے ہیں کہ پہلے عام فہم سے حاملہ کو نکال کر دوسری آیت کے ذیل میں لاتے ہیں تا کہ ایک ہی کے ذیل میں لانے سے دوسری سے انکار لازم نہ آئے اسی طرح ہم لوگوں کو جو سارے قرآن کو صحیح مانتے ہوں ان آیتوں سے [درصورت تسلیم عموم] مسیح کی پیدائش کو خاص کرنا ہوگا ورنہ ایک ماننے سے دوسری کا انکار لازم آئے گا۔ سید صاحب اور ان کے حواریوں سے بڑھ کر ان حضرات سے تعجب ہے جو مسیح کی ولادت بے باپ کے قائل ہیں اور اس امر کو بھی مانتے ہیں کہ سب مسلمان سلفاً خلفاً اس طرح بے باپ ہی مانتے چلے آئے ہیں مگر [بقول انکے] قرآن میں بے باپ ہونا ثابت نہیں۔ حضرت! ثابت تو روز روشن کی طرح ہے۔ ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' مگر یوں کہیے کہ غور نہیں یا انصاف نہیں۔

سر سید نے جیسا مسیح کے بن باپ ہونے سے انکار کیا ویسے ہی انکے کلام فی المھد [چھوٹی عمر میں بولنے] سے بھی منکر ہوئے ہیں کیوں نہ ہو دونوں انکار ہی باپ کے توام ہیں یعنی سپر نیچر [خلاف عادت] کے استحالہ کی فرع ہیں آپ سورۃ مریم کی آیت پر غور کرتے ہیں کہ!

قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ نے ایسی عمر میں جس میں حسب فطرت انسانی کوئی بچہ کلام نہیں کرتا کلام کیا تھا۔ قرآن مجید کے یہ لفظ ہیں ﴿كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ

﴿كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ اس میں لفظ "کان" کا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسے سے ہم کیونکر کلام کریں جو مہد میں تھا یعنی کم عمر لڑکا ہماری گفتگو کے لائق نہیں۔ یہ اسی طرح کا محاورہ ہے جیسے کہ ہمارے محاورہ میں ایک بڑا شخص ایک کم عمر لڑکے کی نسبت کہے کہ "ابھی ہونٹ پر سے تو اس کے دودھ بھی نہیں سوکھا کیا یہ ہم سے مباحثہ کے لائق ہے" [تفسیر احمدی جلد 2 صفحہ 37]

سید صاحب کے اس امر کی تو ہم داد دیتے ہیں اور واقعی ہے بھی قابل داد کہ اپنے اصول نیچر کو بھولتے نہیں بلکہ جہاں تک ہوسکے دوسروں کو ان کی بات بہلانے کی کوشش کرتے ہیں مگر آخر وہی مثل صادق آجاتی ہے۔ "بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی" آپ سورۃ مریم میں ناحق تکلیف کرنے چلے گئے اسی سورۃ آل عمران میں جس کا حاشیہ لکھنے کو بیٹھے ہیں غور فرماتے تو ﴿كَانَ يَكُونُ﴾ کی گردان سے مخلصی ہوتی دیکھیے تو کس وضاحت سے بیان ہے ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا﴾ اس آیت کا ترجمہ اور کسی کا کیا ہوا تو آپ کاہے کو مانیں گے آپ ہی کی تفسیر سے جو خود بدولت کے قلم سے نکلا ہے پیش کرتا ہوں۔ [مسیح] کلام کرے گا لوگوں سے گہوارہ میں اور بڑھاپے میں "اسی کے انتظام" کو آپ نے خطوط واحدانی ڈال کر [یعنی بچپنے میں] لکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۱۔ حضرت

اسی وجہ سے تو نحویوں نے اس "کان" کو ربط بتلایا ہے۔

دیکھو شرح ملا جامی اور شرح الشرح۔

علاوہ اس کے اس آیت ﴿مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ کو آپ کے دعویٰ سے کیا تعلق؟ آپ تو اس واقعہ کو اس وقت سے متعلق کرتے ہیں جس وقت حضرت مسیح بڑے ہو کر

وعظ گوئی کے لائق ہو چکے تھے اس وقت یہودیوں نے مریم کو کہا تھا کہ ہم اس لڑکے سے کیونکر بولیں جو گہوارہ میں کھیلا کرتا تھا۔ (جلد 2 صفحہ 32 طبع جدید صفحہ 31)

مگر اللہ ہی کا کلام ﴿ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ ﴾ میں نہ تو [کان] ہے نہ [یکون] بلکہ صاف ترجمہ ہے کہ مسیح لوگوں کے ساتھ بولے گا گہوارے میں اور بڑھاپے میں ہمارے استدلال تو اس کلام سے ہے اس سے نہیں پس اس کے جواب میں اس کا پیش کرنا کیا مفید ہو سکتا ہے آپ اس امر کی بابت بھی بار بار سوال کرتے کہ [مسیح کو] بن باپ پیدا کرنے میں حکمت الٰہی کیا ہو سکتی ہے (صفحہ 23) آپ کے اس سوال سے مجھے بادشاہ اکبر کے دربار کا ایک واقعہ یاد آیا، ایک دفعہ مجمع علماء میں کسی صاحب فضل سے دوسرے کسی صاحب نے سوال کیا کہ موسیٰ کیا صیغہ ہے وہ بیچارہ خاموش رہ کر دوسرے روز دربار میں حاضر نہ ہوا اکبر نے اسے بلا کر عدم حاضری کی وجہ دریافت کی تو بولا بندہ نواز آج تو اس نے موسیٰ کا صیغہ پوچھا ہے کل کو عیسیٰ کا پوچھے گا۔ سو اسی طرح آپ کے ان سوالات سے ہم ڈرتے ہیں کہ شاید آپ یہ بھی نہ دریافت کریں کہ اللہ نے دونوں آنکھیں سامنے کیوں لگائیں ایک آگے ہوتی ایک پیچھے تا کہ دونوں طرف کی چیزیں دیکھنے سے بہ نسبت حال کے دگنا فائدہ ہوتا۔ حضرت من اللہ کے اسرار اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہاں جس قدر وہ بتلا دے اسی قدر ہم بھی کہہ سکتے ہیں سچ ہے اور بالکل سچ ہے۔

﴿ لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَآءَ ﴾

(سورہ البقرہ پ 3، آیت 255)

پس جب ہم اس غرض سے کہ اس امر کے متعلق اللہ کی بتلائی ہوئی وجہ کیا ہے کلام الہیٰ پر غور کرتے ہیں تو اس قدر پتہ چلتا ہے ﴿ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ ﴾ "مریم" تا کہ ہم اس [مسیح] کو نشانی بنائے گے اس کے مقابلہ میں آپ کا عذر کہ جب کہ اللہ تعالیٰ اقسام حیوانات کو بغیر توالد تناسل کے عادتاً پیدا کرتا رہتا ہے اور حضرت آدم کو بے ماں و باپ کے پیدا کیا تھا۔ تو حضرت عیسیٰ کے صرف بے باپ پیدا کرنے میں اس سے زیادہ قدرت کاملہ کا اظہار نہ تھا۔ (جلد 2 صفحہ 23)

تار عنکبوت سے بھی ضعیف ہے آپ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ کس امر کی نشانی کہ بعد جاری کرنے اس سلسلہ کائنات کے بھی اللہ اس کے الٹ کرنے پر قادر ہے۔ پس اگر اقسام حیوانات بغیر توالد تناسل کے پیدا ہوتے ہیں تو ان کے لیے وہی سلسلہ پیدائش مقرر کر رکھا ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بھی ابتدا سالہ میں تھی اس لیے وہ بھی خرق عادت نہیں ہوسکتی اس پر آپ کا یہ شبہ کہ۔

"اگر خیال کیا جائے کہ صرف ماں سے پیدا کرنا دوسرے طور پر اظہار قدرت کاملہ تھا کے لیے ایک امر بین اور ایسا ظاہر ہونا چاہیے کہ جس میں کسی کو شبہ نہ رہے۔ بن باپ کے مولود کا پیدا ہونا ایک ایسا امر مخفی ہے جس کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اظہار قدرت کاملہ کے لیے کیا گیا ہے" (جلد 2 صفحہ 23)

بالکل اس کے مشابہ ہے جیسا کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ سید صاحب کو نہ تو کوئی شبہ ہے اور نہ ہی وہ اپنے مذہب کے قابل پذیرائی جانتے ہیں بلکہ انہوں نے خواہ مخواہ ایک تماشہ دیکھنے کو یہ نیا مذہب بنا رکھا ہے اس لیے شبہ ہو تو کسی ایسے امر میں جو کسی محاورہ

زبان سے رفع ہوسکے نہ ایسے شبہات جو رفع ہوتے ہوتے قرآن کو بھی مرفوع کر جائیں پس جیسا کہ آپ کی دیانتداری اور قومی جوش اور ہائی ایجوکیشن کے نعرے سننے والے اس امر کو جانتے ہیں کہ آپ اسلام میں کھیل کے لیے تجدید مذہب نہیں کیا بلکہ دراصل آپ کی تحقیق ہی ہے ایسا ہی مریم صدیقہ کے حالات دیکھنے والے اور اس کی عفت کو جاننے والے اس قدر جانتے تھے کہ نہ تو مریم کا خاوند ہے اور نہ وہ فاحشہ ہے پھر ایسی عفیفہ لڑکی کو جو بچہ پیدا ہوا ہو تو ضرور ہے کہ بے باپ کے ہوگا یہی وجہ ہے کہ بد اندیشوں کو بجز اس کے نہ سوجھا کہ مریم علیہا السلام کو تہمت سے ملوث کیا پھر بعد دیکھے کمالات مسیحہ کے شبہ جاتا رہا اصل یہ ہے کہ سید صاحب چونکہ سپر نیچرل (خلاف عادت) محال سمجھتے ہیں اس لیے جہاں کہیں کوئی بات سپر نیچرل ہو اسکی تاویل میں ہاتھ اور پاؤں مارنے شروع کر دیتے ہیں حالانکہ خود ہی فرماتے ہیں کہ۔

''یہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہم کو معلوم نہیں ہیں اور جو معلوم ہیں وہ نہایت قلیل ہیں اور ان کا علم پورا نہیں بلکہ ناقص ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کوئی عجیب واقعہ ہوا اور اس کے وقوع کا کافی ثبوت بھی موجود ہو اور اس کا وقوع معلومہ قانون قدرت کے مطابق بھی نہ ہوسکتا ہو اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ بغیر دھوکہ بغیر فریب کے فی الواقع واقعہ ہوا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلاشبہ اس کے وقوع کے لیے کوئی قانون قدرت ہے مگر ہم کو اس کا علم نہیں [جلد 2 صفحہ 34] ثبوت کے لیے آیات قرآنی بشرط انصاف ملاحظہ ہوں زمانہ حال کے منکرین سپر نیچرل کے لیے ایک واقعہ کا بیان شاید دلچسپی سے خالی نہ ہوگا پیسہ اخبار لاہور 28 نومبر 1896ء میں بعنوان، مرغی سے مرغا، یہ

یہ خبر لکھی تھی کہ:۔

موضع آسا پور ضلع در بھنگہ میں ایک شخص گوہر خان کے یہاں عرصہ سے ایک مرغی تھی چند دفعہ انڈے دیئے اور بچے نکالے ایک دفعہ اس کے سر پر تاج مرغی جسے ہندی میں مور کہتے ہیں بڑھنا شروع ہوا اور معمول سے زیادہ تجاوز کر گیا تب اس نے بانگ مثل مرغوں کے دینا شروع کیا اب مرغیوں سے جفت کرتا ہے مختصر یہ کہ مرغی سے مرغا بن گیا

(راقم خریدار 12872)

اس خبر کی تحقیق کو کہ کہیں بازاری گپ نہ ہو راقم خبر کا پتہ دفتر اخبار مذکور سے معلوم کر کے میں نے خط لکھا کہ معتبر آدمیوں کی تحریر جنہوں نے اس واقعہ کو بچشم خود دیکھا ہو مع دستخط خاص میرے پاس بھجوادیں جس کے جواب میں صاحب مضمون کا خط پہنچا جو ذیل میں درج ہے۔

مولوی صاحب سرچشمہ فیض وکرم مدافضالہ وعلیکم السلام آپ نے اس خبر کی جو میں نے 28 نومبر 1896ء کے پیسہ اخبار میں دی ہے تصدیق طلب فرمائی ہے میں اس جگہ کلکتہ میں ہوں اور اس امر کے جائے وقوع یعنی اپنے مکان شہر در بھنگہ سے تین سو میل کے بعد پر ہوں ایسی حالت میں مجھ سے فوراً انجام ہونا آپکے حکم کا محال ہے لیکن اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ دنوں بعد ضرور اس خبر کی تصدیق آپکی خواہش کے مطابق آپ کے پاس بھجواؤں گا'' خادم محمد جلیل نمبر 7 مکوڈ ا اسٹریٹ کلکتہ 6''

اس کے بعد راقم خبر کی کوشش سے واقعہ دیکھنے والوں کا دستخطی خط پہنچا۔

مخدوم مکرم جناب مولانا صاحب مدظلہ العالی

"السلام علیکم و علی من لدیکم۔ الحمد للہ مزاج مبارک میں بمقام جالہ ضلع در بھنگہ مدرس مدرسہ تاج المدارس ہوں اتفاقاً بماہ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ مدرسہ سے رخصت لے کر بمقام آسا پور ضلع در بھنگہ پہنچا قبل پہنچنے کے اثنائے راہ میں سنا کہ بھائی گوہر خان کی ایک مرغی مرغ ہو گئی ہے کچھ خیال نہ کیا افواہ کو لغو سمجھا۔ جب بھائی موصوف کے مکان پر پہنچا قدرت صانع مطلق نمودار اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک پرند ہے ہیئت بجنسہ مرغی کی مؤ زا اور طوق جس کی ہندی موز سے ایک گرہ دیکھا اور بانگ دینا جو خاصہ مرغ کا ہے اس سے بارہا سنا اور جفتی کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب! یہ وہ مرغی ہے جس نے تین بار بیضے دیئے اور اس کے بچے ہوئے اگرچہ یقین کامل اس کے دیکھتے ہی ہو جاتا ہے کہ یہ مرغی ہے اور مرغ بھی ہے تاہم بیسیوں تاویل اور توجیہ احقر نے کیا لیکن اس کی دلیل ایسے قوی ہیں کہ لامحالہ کہنا پڑھتا ہے کہ امر واقعی ہے اور توجیہات اور تاویلات سے مقصود تھا کہ کہیں دھوکہ نہ ہو گیا ہو مثلاً اسی صورت کا مرغ رہا ہو خلاصہ یہ کہ سر مو اس میں کلام نہیں حسب الطلب مالک مرغی و چند اشخاص نمازی عادل کے دستخط بقلم ان کے پشت پر ثبت ہیں روانہ خدمت عالی کرتا ہوں۔ والسلام

فقیر محمد اسحاق مدرس مدرسہ تاج المدارس تاریخ 22 رجب 1314ھ

مرغی مرغا ہو گیا العبد محمد رمضان خان بقلم گلزار خان۔ العبد ظہور خان۔ گوہر خان (مالک مرغی) امید علی خان پسر گوہر خان۔ کئی ایک دستخط گجراتی یا کسی دوسری اجنبی زبان میں ہیں جو یہاں کسی سے پڑھے نہ گئے۔

فروری ۱۹۳۲ء میں ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا جس نے پنجاب کے اخباروں میں بڑی شہرت حاصل کی تھی یہاں ہم اخبار حمایت اسلام لاہور کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ایک محیر العقول واقعہ۔''ایک محیر العقول واقعہ''

ایک سترہ سالہ طالب علم لڑکی بن گیا۔لاہور ۲۶ فروری، میو ہسپتال میں ایک حیرت انگیز مریض زیر علاج ہے۔ایک نوجوان طالب علم مرد کے اوصاف کھو کر عورت بن رہا ہے۔واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ خالصہ کالج امرتسر کا ایک طالب علم جس کی عمر اس وقت ۱۷ سال کے قریب ہے مردانہ نشانات کھو کر عورتوں کے نشانات پا رہا ہے کچھ عرصہ ہوا اس کے جسم میں درد شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس کے فوطے گھٹنے شروع ہوئے حتیٰ کہ گویا معدوم ہو گئیں تھوڑے عرصہ کے بعد عضو مخصوص گھٹنا شروع ہوا اور گھٹتے گھٹتے اس کا بھی نشان باقی نہ رہا پھر چھاتی میں درد شروع ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد اس لڑکے کی چھاتی اس طرح ابھر آئی جیسی عورتوں کی ہوتی ہے اس کے علاوہ اس کی نقل و حرکت بھی عورتوں جیسی ہوتی گئیں اب اسے اس غرض کے لیے ہسپتال لایا گیا اور کرنل ہار برنیس انچارج میو ہسپتال کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے بھی اس حیرت انگیز مریض کا معائنہ کیا والدین کو فکر دامنگیر ہوئی کہ کہیں ان کا نور نظر لڑکی نہ بن جائے کیونکہ جہاں اس کے تمام اعضاء عورتوں جیسے ہو رہے تھے وہاں اس کی داڑھی کے بال بھی نہیں اگے کرنل ہار برنیس نے مریض کا معائنہ کیا اور دوا وغیرہ دی لڑکا دوا لے کر چلا گیا کرنل صاحب کے خیال میں اس مرض کا نام (Fotib-Spnilowss) ہے جس سے مرد عورت بن جاتا ہے اس مرض کی ابتداء پہلے یورپ سے ہوئی اور یہاں سے

امریکہ پہنچی شمالی ہند میں پہلا موقع ہے اور میو ہسپتال میں اس سے پیشتر ایسا مریض کوئی نہیں آیا۔ حمایت السلام لاہور 3 مارچ 1932ء صفحہ 5۔

قدرت کاملہ اس قسم کے واقعات کبھی کبھار دکھاتی رہتی ہے تا کہ لوگ اللہ کی قدرت کاملہ پر ایمان لائیں۔ بالآخر ہم سید صاحب ہی کی تحریرات سے اپنی رائے کی تائید نقل کر کے حاشیہ کو ختم کرتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں ہوسکتا ہے کہ پہلی ہی صدی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے باب میں اختلاف شروع ہوا اور یہ اختلاف ہونا ضروری تھا۔ پیدائش اور بناوٹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی تھی وہ خود اس اختلاف کا ہونا چاہتے تھے۔ جو شخص ان کی ظاہری صورت کو دیکھتا تھا وہ یقین جانتا وہ انسان وہ ابن مریم ہیں اور جب یہ خیال کرتا کہ وہ کسی ظاہری سبب سے پیدا نہیں ہوئے تو وہ یقین کرتا تھا کہ وہ روح ہیں اور یہ ظاہری انسانی صورت صرف اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ جبرائیل فرشتہ اللہ کا انسان کی صورت میں اللہ کا پیغام مریم کے پاس لے کر آیا۔ اگر وہ کسی اور صورت میں لے کر آتا تو بلاشبہ حضرت عیسیٰ اسی صورت میں پیدا ہوتے۔ اور جب کوئی شخص ان کے اس مقتدرانہ معجزہ کو دیکھتا تھا کہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں جو اللہ کا کام ہے تو ان کو اللہ اور اللہ کا حقیقی بیٹا کہتا تھا۔ پس جس شخص نے انکی ظاہری صورت پر نظر کی اس نے ان کو نرا انسان جانا اور جس نے انسانی صورت بننے کی وجہ پر خیال کیا اس نے ان کو صرف روح جانا اور جس نے ان کے معجزہ پر نظر کی اس نے اللہ اور ابن اللہ جانا اور جس نے سب پر نظر کی اس نے رسول اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ مانا اور ان سب چیزوں کو اللہ واحد سے جانا اور پھر سب کو ایک مانا، [تصانیف احمدیہ جلد دوم صفحہ 4]

اس درس میں جو یہ لکھا ہے کہ (اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہو) اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بعد اس کے حضرت مریم یوسف سے ہمبستر ہوئی ہوں کیونکہ منگنی کے بعد حضرت مریم کا بیاہ ہونا پایا نہیں جاتا بلکہ تبقدلیس اور اس بزرگی کے جو اللہ تعالیٰ نے اس اعجازی حمل سے حضرت مریم کو مرحمت فرمائی تھی یوسف نے حضرت مریم کا ادب کیا اور بیاہ سے باز رہا چنانچہ بعض علماء مسیحی نے اس درس میں سے اس فقرہ کو کہ [قبل اس کے ہمبستر ہوں] بعض نسخوں میں سے قصداً نکال ڈالا تھا کہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر کچھ شبہ نہ رہے۔ (تصانیف احمدیہ جلد دوم صفحہ 380)

"جب یہ واقعہ یوسف کو معلوم ہوا تو نہایت متعجب ہوا کیونکہ حضرت مریم کا حمل ایسے عجوبہ طریقہ سے ہوا تھا کہ انسان کی سمجھ سے باہر تھا مگر یوسف نے اپنی نیکی اور بردباری اور سرتاپا خوبی سے اس کا مشہور کرنا نہ چاہا کیونکہ اگر یہ بات اس طرح پر ہوتی جس طرح کہ یوسف کے دل میں وہم ہوا تھا تو یہودی شریعت کے بموجب حضرت مریم کو سنگسار کرنے کی سزا دی جاتی اس لیے یوسف نے چاہا کہ چپ چپاتے اس منگنی کو چھوڑ دے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی ستھرائی اور برگزیدگی ظاہر کرنے اور یوسف کے دل کا شک مٹانے کو اپنا فرشتہ خواب میں یوسف [کے] پاس بھیجا اور فرشتے نے کہا کہ تو مریم کو مت چھوڑ اور کچھ اندیشہ مت کر کیونکہ وہ روح قدس سے حاملہ ہے اس الہام سے یوسف کے دل کا شک مٹ گیا اور حضرت مریم کے تقدس کا اس کو یقین ہوا اور اس نے اس کو اپنے پاس رہنے دیا۔ (تصانیف احمدیہ جلد 2 صفحہ 39)۔

اس درس (انجیل متی باب 1 درس 22 کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت مسیح کو کنواری

سے پیدا ہوا لکھا ہے۔[منہ]۔ میں وہ عبری لفظ جس کے معنے کنواری کے لیے ہیں [علمہ] ہے مگر یہودی اسپر تکرار کرتے ہیں اور وہ جوان عورت کے معنے بتاتے ہیں اور ترجمہ ای کوئلہ میں بھی ہے جو 29ء میں ہوا اور ترجمہ تھیوڈوشن میں بھی جو ۱۷۵ء میں ہوا ترجمہ ستیکن میں جو ۲۰۰ء میں ہوا اس کا ترجمہ جوان عورت کیا ہے اور بائیبل میں بھی بعض لوگوں نے صرف ایک جگہ جوان عورت کے معنے کہے ہیں مگر یہ تکرار یہودیوں کی درست نہیں ہے اصلی معنے اس لفظ کے [پوشیدہ] کے ہیں اور جو کہ یہودی اپنی لڑکیوں کو لوگوں سے چھپاتے تھے اس لیے یہ لفظ کنواری لڑکی کے معنے میں بولا جاتا تھا چنانچہ کتب عہد عتیق میں کئی جگہ یہ لفظ آیا ہے اور اس کے معنے کنواری کے ہیں لیکن اگر کہیں ایسا قرینہ ہو کر اس کے سبب جوان عورت سمجھی جائے تو اصلی استعمال سے پھیر کر بطور مجاز جوان عورت کے معنے لیتے ہیں مگر اس درس میں کوئی ایسا قرینہ نہیں بلکہ خلاف اس کے قرینہ ہے کیونکہ اشعیاہ نبی نے معجزہ بتایا ہے۔ اور معجزہ جب ہی ہوتا ہے جب کنواری بیٹا جنے اس لیے اس جگہ بلاشبہ کنواری کے معنے ہیں۔ نہ [مید] یعنی جوان عورت کے اور کچھ شبہ نہیں کہ ان پہلے تینوں مترجموں نے اس کے ترجمہ میں غلطی کی چنانچہ سٹبوایجنٹ میں جس کو بہتر علماء یہود نے مل کر ترجمہ کیا اس لفظ کا اس مقام پر کنواری ترجمہ کیا ہے (تصانیف احمدیہ جلد 2 صفحہ 40)

''غرض کہ ایک ایسا زمانہ آ گیا تھا کہ روحانی تقدس کسی میں نہیں تھا اس لیے ضرور تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہوتا جو روحانی تقدس اور روحانی روشنی لوگوں کو سکھائے پھر وہ کوئی ہوسکتا تھا مگر وہ جو صرف روح سے پیدا ہوا ہو نہ کسی ظاہری سبب سے چنانچہ اس روحانی

روشنی کے چمکانے کو حضرت مسیح علیہ السلام صرف روح اللہ سے پیدا ہوئے۔ تصانیف احمدیہ جلد دوم صفحہ ۲۔

پس اب ہم سید صاحب کے بیانات کے بعد اہل مذاق کے انصاف پر بھروسہ کر کے حاشیہ کو ختم کرتے ہیں۔

واللہ یقول الحق و ہو یہدی السبیل منہ

ماخوذ ''تفسیر ثنائی''

مفسر'' شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ''

صفحہ 743 تا 748

مطبوعہ ثنائی اکادمی، لاہور، پاکستان۔

TRUEMASLAK @INBOX.COM

ہماری چند مطبوعات

محب العلم والعلماء سید ابو القاسم محب شاہ راشدی السندی رحمۃ اللہ علیہ۔
کی زیر طبع کتب۔

۱۔ طائفہ منصورہ کون اہل حدیث یا جماعت المسلمین ؟

۲۔ نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ۔

۳۔ انسانی اعضاء کی پیوند کاری کی شرعی حیثیت۔

۴۔ رکعات تراویح۔

۵۔ تفسیر سورۃ مریم۔

۶۔ مقالات راشدیہ۔

۷۔ فتاویٰ راشدیہ۔

۸۔ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں (دوسرا ایڈیشن)۔

۹۔ رکوع کے بعد قیام میں ہاتھوں کا چھوڑنا ہی مسنون ہے (دوسرا ایڈیشن)۔

۱۰۔ عاملین وضع الیدین کے شکوک وشبہات کا ازالہ۔

۱۱۔ التحقیق الجلیل۔

۱۲۔ سیرت راشدیہ (المعروف) خود نوشت سوانح حیات۔

۱۳۔ جماعت ثانیہ کی تحقیق "مصنف" ابی تراب رشد اللہ شاہ راشدی صاحب العلم الرابع پیر آف جھنڈا۔

سلف صالحین کی امنگوں کا نقیب

ادارہ تحقیقات سلفیہ کراچی پاکستان

P.O.BOX # 6524
POST CODE 74000 Karachi Pakistan